REGD NO P 67

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۵۰-۳ روپے
ممالک غیر
۵۰-۷ روپے
فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے

جلد ۹ | ۲۱ صلح ۱۳۳۹ہش | ۲۲ رجب ۱۳۷۹ھ | ۲۱ جنوری ۱۹۶۰ء | نمبر ۳

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۸ جنوری سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق حضرت سیدۃ ام المتین صاحبہ مدظلہا العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتی ہیں کہ

"حضرت اقدس کی صحت قریباً پہلے جیسی ہے۔"

احباب جماعت درد دل سے حضور کی کامل و عاجل شفایابی کیلئے دعاؤں میں لگے رہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو جلد صحت یاب فرمائے اور کام کرنیوالی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۱۹ جنوری۔ ربوہ میں جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ میں شرکت کیلئے مقامی درویشان جن کے پاس پاسپورٹ ہیں ایک خاصی تعداد میں بصورت قافلہ کل یہاں سے روانہ ہو رہے ہیں۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب بھی ہمراہ ہونگے اور موصوف ہی امیر قافلہ بھی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کو خیریت سے منزل مقصود تک پہنچائے اور بسلامت دارالامان واپس لائے اور جلسہ سالانہ کی برکات سے مستفیض ہونیکی توفیق بخشے۔ آمین

پروفیسر عبدالسلام صاحب کا بمبئی میں ورود مسعود اور آپ کی حیرت انگیز مقبولیت

احمدیہ مسلم مشن بمبئی میں شاندار ضیافتی تقریب پر اڑھائی سو سے زائد مسلمان اکابر کا اجتماع

انگریزی اردو پریس میں آپکی پُر وقار شخصیت کا چرچا

(از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن۔ بمبئی)

سائنس ایک ایسا علم ہے جو انسان کے وقار کو بڑھاتا ہے۔ پندرھویں صدی عیسوی تک مسلمان اس میدان میں اپنی لیاقت کی جولانی دکھاتے رہے۔ اور نت نئی ایجادات کرتے رہے دنیا کی نظروں میں باوقار رہے۔ اس کے بعد جب دوسری قوم ان کی جگہ آئی اور سائنس میں اپنی صلاحیت کا مظاہرہ کیا تو مسلمانوں کی طرح وہ بھی دنیا کی نظروں میں باوقار ہو گئی۔ مسلمانوں کو اب اپنی تہی دامنی کا احساس خوب ستا رہا ہے یہ گردن اٹھا اٹھا کر مجلس عالم میں اب ان اسلاف کے جانشین کی تلاش کرتے ہیں۔ جنہوں نے ان کو دنیا کی نگاہوں میں باوقار بنایا تھا۔ مگر کوئی نظر نہیں آتا۔ سائنس و صنعت کے کلیدی منصبوں پر غیر مسلم ہی نظر آتے ہیں۔ ایجادات و انکشافات میں غیر مسلموں ہی کا حصہ نظر آتا ہے۔ مگر کہتے ہیں کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ اور قدرت مڑ مڑ کر سست گاموں کو بھی دیکھا کرتی ہے۔ "ٹائمز آف انڈیا" کی یہ رپورٹ قدرت کے اس فعل کی شہادت دیتی ہے۔ ماضی و حال کے دھندلکے میں ایک روشنی نمودار ہو گئی ہے۔ جو ایک روشن مستقبل کی طرف اشارہ کر رہی ہے

ٹائمز آف انڈیا کی رپورٹ ڈاکٹر عبدالسلام (احمدی) ایک ۳۴ سالہ نوجوان۔ متین و خوبصورت سائنس دان، جو اس وقت امپیریل کالج آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی لنڈن میں پروفیسر کی کرسی کی زینت ہیں آپ اصل میں طبیعیات کے ایک نظریاتی محقق ہیں جو ایٹم کے بنیادی ذرات کے مطالعہ سے متعلق ہے۔

۱۹۵۸ء میں پروفیسر عبدالسلام نے Hopkins Prize (ہاپ کنگ پرائز) حاصل کیا۔ یہ انعام ہر تیسرے سال حساب اور طبیعیات کی تحقیق پر دیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے ڈاکٹر جیسا کہ جینس (JEANS) اور ایڈنگٹن (EDINGTON) یہ انعام حاصل کر چکے ہیں۔ گذشتہ سال آپ کو آدمس پرائز (ADAMS PRIZE) یہ انعام آپ کو ایٹمی نظام کی ایک تحقیق پر دیا گیا۔ اور اس کے بعد ہی آپ فیلو آف رائل سوسائیٹی منتخب ہوئے۔ آپ نے کیمبرج اور پرنسٹن یونیورسٹی میں ریسرچ کیا اور تعلیم دی۔

آپ کی نمایاں کامیابیوں میں سے ایک نہایت پیچیدہ میدان میں طبیعیات کے متعلق وہ تحقیق ہے جو ایٹم کے مادی ذرات میں اصول مساوات قائم رکھنے سے متعلق ہے سب سے پہلے ینگ (YANG) اور لی (LEE) چینی اور امریکی سائنسدانوں نے قبول کردہ نظریہ کے متعلق شبہ کا اظہار کیا۔ اس پر ان دونوں کو نوبل پرائز ملا۔ اس کے بعد ہی سے بابر اطمینان بخش اور متبادل نظریہ کی تلاش شروع ہوئی۔

پروفیسر عبدالسلام نے اس کے مقابل ایک نظریہ دریافت کیا جب آپ امریکی ہوائی جہاز میں سفر کر رہے تھے دفعۃً یہ نظریہ آپ پر منکشف ہوا۔ آپ نے اسی وقت نوٹ کیا۔ اور پروفیسر پاؤلی (PAULI) کو لکھا۔ مگر وہ اس کا قائل نہیں ہوا۔ اور پروفیسر عبدالسلام کو مزید تحقیق کے لئے لکھا۔

اس کے دو یا تین ماہ بعد یہی نظریہ آزادانہ طور پر امریکہ میں ینگ (YANG) نے اور روس میں LANDAU نے دریافت کیا۔ اور اب اس فضیلت میں چاروں ساجھی ہو گئے۔ لیکن یہ کام جاری ہے اور اس وقت سائنس دانوں کے سامنے یہ سوال ہے کہ فطرت بنیادی ذرات کے نظام میں ایک قسم کو دوسرے پر کیوں ترجیح دیتی ہے اور یہ لامتناہی جستجو ہے۔ پروفیسر عبدالسلام جھنگ پنجاب کے اس مقام میں پیدا ہوئے جہاں سے ہیر رانجھے کے عشقیہ افسانے منسوب ہیں پروفیسر عبدالسلام نے گورنمنٹ کالج لاہور میں تعلیم حاصل کی اور حساب و فزکس میں کیمبرج کی دو TRIP ڈگری حاصل کی۔ آپ شادی شدہ ہیں اور آپ کے تین لڑکے ہیں۔

(ٹائمز آف انڈیا بمبئی ۱۰ جنوری ۱۹۶۰ء)

بمبئی میں ورود پروفیسر عبدالسلام سابق امیر جماعت احمدیہ ملتان و جھنگ کے ہونہار فرزند ہیں۔ ہماری خوش قسمتی سے ۳ جنوری کو ۴۷ ویں آل انڈیا سائنس کانگریس میں شرکت کے لئے بمبئی تشریف لائے۔ آپ سرکاری مہمان تھے۔ تاج محل ہوٹل میں قیام تھا۔ میں تاریخ مذکور کو شام کے وقت آپ سے ملا۔ اس وقت آپ کو بخار تھا اور تکلیف تمام کرنا چاہتے تھے۔ میں نے انہیں خوش آمدید کہا اور درخواست کی کہ اپنی عظیم شخصیت سے جماعت احمدیہ کو بھی مستفید ہونے کا موقعہ دیں گے۔ دوسرے دن آپ کی طبیعت کچھ سنبھل گئی۔ اور کو احمدیہ مسلم مشن میں آنے کا وعدہ کیا اور ایک ضیافتی تقریب منعقد کرنے کی اجازت دی۔

دعوتی کارڈ اب میرے سامنے آپ کے اعزاز میں ایک شاندار پارٹی دینے کا سوال تھا۔ بہت غور کیا۔ بے بضاعتی مانع نظر آتی تھی۔ مگر پھر دل میں امید کی کرن پھوٹی اور میں نے پریس کو دو سو دعوتی کارڈوں کا آرڈر دے دیا۔ اس کا مضمون یہ تھا۔

"ایک مسلمان سائنس دان کے اعزاز میں دعوت"

مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی جو امپیریل کالج آف لنڈن کے شعبہ ریاضیات کے صدر اور رائل سوسائیٹی آف لنڈن کے پہلے مسلمان ممبر ہیں۔ جنہوں نے یورپ کی علمی درسگاہوں سے بڑے بڑے انعامات اور ڈگریاں حاصل کی ہیں۔ جنہیں فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صدر مملکت پاکستان نے "ستارہ پاکستان" کا خطاب دیا ہے۔ آپ کو گورنمنٹ آف انڈیا نے ہندوستان کی بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں لیکچر دینے کے لئے مدعو کیا ہے۔ ہم اہالیان بمبئی

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

کی خوش قسمتی ہے کہ آج کل آپ آل انڈیا سائنس کانگریس میں شرکت کے لئے بمبئی آئے ہوئے ہیں۔ برطانیہ عظمیٰ سے سائنس دانوں کا جو وفد اس کانفرنس میں شرکت کے لئے آیا ہے۔ آپ بھی اس کے ایک رکن ہیں۔

ہم نے اس نادر موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ۷ رجنوری کو شام کے پانچ بجے احمدیہ مسلم مشن بمبئی میں ایک ٹی پارٹی کا بندوبست کیا ہے۔ آپ کو اس تقریب میں شرکت کی خصوصی دعوت دی جاتی ہے۔ شریک ہو کر مشکور فرمائیں۔ انشاء اللہ مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف اس مجلس میں "مغرب میں اسلام کا حال" کے موضوع پر اظہار خیال بھی فرمائیں گے۔

شام تک مجھ کو پریس سے دو سو کارڈ مل گئے۔ میں یہ کارڈ لے کر پروفیسروں۔ اسٹوڈنٹس۔ تاجروں۔ اخباری نمائندوں اور سرکاری افسروں کے پاس پہنچا۔ اس وقت مجھ پر اس مایوس کن حقیقت کا انکشاف ہوا کہ سائنس اور سائنس دانوں کی دنیا سے عوام تو عوام خواص بھی بہت دور ہیں۔ اکثر کو سائنس کانگریس کی بھی جیسی یونہی سی خبر تھی۔ ڈیلی گیٹوں سے دو کا ہی سروکار نہ تھا کوئی پروفیسر عبد السلام کے نام سے واقف تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے کچھ مایوسی سی ہوئی۔ اسلئے اب میں نے اس مشکل مسئلہ پہ غور کیا۔ اور اپنے کو اس کام کے لئے فارغ کر لیا۔ اب میں جس کے پاس جاتا پہلے سائنس کی فضیلت اور ڈاکٹر عبد السلام کی شخصیت پر روشنی ڈالتا۔ اور جب آتش شوق بھڑک اٹھتی تو دعوت نامہ پیش کرتا۔ اس طرح مجھے کارڈ کے تقسیم کرنے میں کافی وقت لگا۔ دوسرے ہی دن میں نے محسوس کیا کہ لوگوں کی دلچسپی بڑھ گئی ہے۔ اور اس تقریب کی کامیابی کے آثار پیدا ہو گئے ہیں۔ میں نے مکرم پی عبد الرزاق صاحب صدر جماعت اور مکرم منشی ظفر الاسلام صاحب کو اس سازگار فضاء کی اطلاع دی۔ اور دو سو معزز مہمانوں کی شرکت کا اندازہ پیش کیا۔ ۷ رکو میرا اندازہ اس سے بھی بڑھ گیا۔ بہت سے لوگوں نے ایک دو دوستوں کو بھی ساتھ لانے کی اجازت حاصل کر لی تھی۔ اس لئے مزید کرسیوں کا آرڈر دے دیا گیا۔ ۷ رکو میں پانچ بجے گھر آگیا۔ اور ایک سراپا منتظر بن کر بیٹھ گیا۔

جرأت ایمانی ۹ بجے مجھے پروفیسر صاحب کو [illegible] سائنس کانگریس کے پنڈال جانا تھا۔ وہاں پہنچا تو اس وقت آپ لگ بھگ ایک ہزار سامعین کے سامنے تقریر فرما رہے تھے۔ انداز نہایت عالمانہ طرز ادا دلکش اور نقل و حرکت بڑی دلفریب تھی۔ آپ نے اس اسٹیج پر ایک حیرت انگیز ایمانی جرأت کا مظاہرہ کیا۔ یعنی اپنی تقریر قرآن پاک کی دو آیات پر ختم کی۔ اسٹیج سے اترے تو آپ کو ایک جم غفیر نے گھیر لیا۔ حاضرین ایک سائنس دان کی یہ مقبولیت دیکھ کر حیران تھے۔ میں نے بھی بڑھ کر آپ کو مبارکباد پیش کی اور آپ کو ساتھ لے کر وہاں سے چلا۔

ضیافتی تقریب جب ہم دونوں احمدیہ مسلم مشن پہنچے تو یہاں کا سماں دیکھ کر پروفیسر صاحب بھی حیران ہو گئے۔ اور میں بھی فرط مسرت سے اچھل پڑا۔ اپنی بلڈنگ کا کمپونڈ معزز مہمانوں سے کھچا کھچ بھرا تھا۔ اور پورا صحن نہایت دلفریب نفاست سے سجایا گیا تھا۔ دو سو ستر کرسیوں پر معزز مہمان تشریف فرما تھے۔ ایک نشست بھی خالی نہیں تھی۔ احباب جماعت سارے کے سارے کھڑے تھے۔ ان مدعو حضرات کے علاوہ سڑک کے دونوں فٹ پاتھوں پر سیکڑوں آدمی نہایت ذوق و شوق سے کھڑے تھے۔ جو پروفیسر صاحب کو دیکھنے آئے تھے۔ ان میں سے جتنوں کے لئے اندر گنجائش تھی انہیں بلا لیا گیا اور وہ دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔ غرض منظر نہایت خوشگوار اور ولولہ انگیز تھا۔

اس مجلس کی صدارت میرے سپرد کی گئی۔ پہلے میں نے لگ بھگ پندرہ منٹ تک سائنس کی ضرورت اور مکرم پروفیسر عبد السلام صاحب کی شخصیت پر روشنی ڈالی پھر مائیکروفون کے سامنے مکرم پروفیسر صاحب تشریف لائے۔ لوگوں نے محبت آمیز نظروں اور مشتاقانہ چہروں سے آپ کا استقبال کیا۔

مغرب میں اسلام کا حال آپ نے پہلے "مغرب میں اسلام کا حال" کے عنوان پر اظہار خیال فرمایا۔ اور دوران تقریر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ۔ قادیان اور احمدیہ مساجد کا نہایت جوش و عقیدت سے ذکر کیا۔ آپ نے مغربی جرمنی۔ سوئٹزرلینڈ اور ہالینڈ کے متعلق کہا کہ وہاں اشاعت اسلام کے امکانات روشن ہیں۔ امریکی نیگرو کے متعلق کہا کہ قبول اسلام کے بعد ان کے اخلاق و عادات میں ایسی تبدیلی آ جاتی ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ یاد آ جاتا ہے۔

سوال و جواب اس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے میں نے روسی سائنٹسٹوں کے متعلق ایک سوال کیا۔ اس کے بعد ہر طرف سے سوالیہ پرچے آنے لگے۔

روسی سائنس دان آپ نے ان سوالوں کا جواب دیتے ہوئے روسی سائنسدانوں کو سراہا۔ اور لوگوں کے اس خیال کو غلط قرار دیا کہ روس میں [illegible] کے سائنس داں کام کر رہے ہیں۔ آپ نے وہاں کے بہت سے چشم دید حالات بیان کئے۔

سائنس اور اردو ایک اہم سوال یہ بھی کیا گیا کہ اعلیٰ سائنس اردو میں بھی پڑھائی جا سکتی ہے؟ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ ہاں پڑھائی جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ اہل اردو سائنس کی مشکل اصطلاحات کا اردو ترجمہ کرنے کی مہم چھوڑ دیں۔ آپ نے روس کی مثال دی اور کہا کہ روسی سائنس میں انگریزی اصطلاحیں برقرار رکھی گئی ہیں اس سے روس کو سائنس کی ترقی میں بڑی مدد ملی ہے۔

سائنس اور قرآن مجید دوسرا اہم سوال جو آپ سے کیا گیا وہ یہ تھا کہ قرآن مجید سائنسی نظریات کا مصدق ہے۔ آپ نے اس کے جواب میں کہا کہ کسی مذہب کو سائنس کے ترازو پر تولنا غلط ہے۔ مذہبی کتب کا یہ کام نہیں کہ وہ سائنس کے نظریات کی تائید یا تکذیب کریں۔ وہ صرف تدبر و تفکر کے لئے چند چیزیں ہمارے سامنے پیش کرتی ہیں۔ جیسے قرآن نے زمین آسمان وغیرہ کو پیش کیا ہے۔ اس پر غور کرتے ہوئے ہم کسی نتیجہ پر پہونچتے ہیں۔ وہ نظریہ عموماً صحیح ہوتا ہے۔ مگر مزید تحقیق کے بعد اس سے وسیع نظریہ دریافت ہو جاتا اور پہلا نظریہ اس کا ایک حصہ بن جاتا ہے۔ اس اصول پر روشنی ڈالی کہ آپ نے بہت سے عقدے حل کر دیئے۔ مذہبی کتب کی عظمت بھی برقرار رہی۔ اور سائنسدانوں کے متعلق جو کہا جاتا ہے کہ اگلا پچھلے کی تکذیب کرتا ہے۔ اس غلط فہمی کا بھی ازالہ ہو گیا۔

اظہار عقیدت آپ جب سوالات سے فارغ ہوئے تو چاروں طرف سے حاضرین نے آپ کو گھیر لیا۔ لوگ ہاتھ بھی ملاتے اور اظہار محبت بھی کرتے۔ حاضرین کی ناشتہ اور چائے سے تواضع کی گئی۔ اس تقریب کے بعد میں نے مکرم پروفیسر صاحب کو اس وعدہ پر تاج محل ہوٹل پہنچا دیا کہ کل دوپہر کا کھانا میرے ساتھ کھائیں گے۔

اخباری رپورٹ ۸ رکی صبح کو جب اخبارات میری میز پر آئے۔ تو مجھے بڑی مسرت ہوئی۔ پہلی رپورٹ تو سائنس کانگریس والی تقریر کے متعلق تھی۔ ٹائمز آف انڈیا نے پہلے صفحہ پر چوکھٹے میں لکھا تھا کہ

• سائنس دان عوام میں غیر مقبول ہوتے ہیں۔ مگر رات جب پروفیسر عبد السلام تقریر کر کے سائنس کانگریس کے پنڈال سے اترے تو یہ بات غلط ثابت ہو گئی۔ سامعین نے آپ کی شخصیت سے گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ اور دیر تک آپ کو گھیرے رہے۔ ہر شخص آٹوگراف لینا چاہتا تھا۔ آپ نے کسی کو مایوس نہیں کیا۔

دوسری خبر اپنے جلسہ کی تھی۔ روزنامہ "انقلاب" نے آپ کی پوری تقریر کا خلاصہ شائع کیا۔ اور دوسرے اخبارات نے بھی۔ جیسے روزنامہ "ہندوستان"

نماز جمعہ ۸ رکو پروفیسر صاحب حسب وعدہ غریب خانہ پر آئے۔ اور نماز جمعہ میں بھی شریک ہوئے۔ ۳ ر بجے کے سی کالج میں آپ کی تقریر تھی۔ شام انجمن اسلام کا ایک نمائندہ میرے پاس آیا۔ اور مکرم پروفیسر صاحب کو مدعو کرنا چاہا۔ میں نے فون کیا۔ مگر پروگرام میں گنجائش نہ نکل سکی۔

۹ رکو آپ اورنگ آباد گئے۔ ہوائی اڈہ تک میں بھی گیا۔ ۱۰ رکو وہاں سے واپس آگئے۔ اسی وقت ایک انٹرویو کے لئے آل انڈیا ریڈیو بمبئی جانا پڑا۔ وہاں سے فارغ ہو کر غریب خانہ پر تشریف لائے اور ساتھ کھانا کھایا۔ رات کے ۱۲ بجے میں تین احباب کے ہمراہ "تاج محل" ہوٹل گیا اور سامان سفر ٹھیک کرنے میں ہاتھ بٹایا۔

۱۱ رکی صبح کو آپ کا جہاز مدراس جانے والا تھا۔ ہم لوگوں نے رات کے ایک بجے آپ کو

بسلامت روی و باز آئی

کہہ کر رخصت کیا۔

اخبارات میں آپکا ذکر یہ خدائی تصرف ہے کہ سائنس کانگریس میں لگ بھگ ۳ ہزار نمائندوں نے شرکت کی۔ جن میں بیشتر سے زیادہ غیر ملکی نامور سائنس دان تھے۔ مگر اخبارات میں اگر کسی کا ذکر آتا رہا تو صرف پروفیسر عبد السلام (احمدی) کا۔ ۱۰ رجنوری کو ٹائمز آف انڈیا نے آپ کا فوٹو بھی شائع کیا۔ ہماری ضیافتی تقریب اور اردو اخبارات کی رپورٹ کے باعث مسلم حلقوں میں بھی آپ بہت مقبول و مشہور ہو گئے۔ عوام میں ایک سائنسدان کی یہ حیرت انگیز مقبولیت خدائی نشان ہے۔ شاید اب مشیت الٰہی اس میدان میں احمدیوں کو آگے بڑھانا چاہتی ہے۔

یہ رپورٹ نامکمل ہوگی۔ اگر میں اس جگہ تین غیر احمدی دوستوں کا شکریہ ادا نہ کروں۔ یعنی سیٹھ عبد اللطیف صاحب [illegible] حکیم قربان علی بوہرہ اور مسٹر حمید اللہ صاحب جنہوں نے اس تقریب کو کامیاب بنانے میں نمایاں حصہ لیا۔

خطبہ جمعہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا بلند مقام

آپ دین کی خدمت میں اس درجہ محو ہو چکے تھے کہ آپ کا تمام ماحول بھی کلی طور پر خدا تعالےٰ کیلئے ہو گیا تھا

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین کی نہایت لطیف اور پر معارف تفسیر

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۹ اگست سنہ ۴۹ء بمقام پارک ہاؤس کوئٹہ

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

اس کے بعد فرمایا:-

تیسری بات

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے مَحْیَایَ بیان فرمائی ہے۔ مَحْیَا کے ایک معنے تو زندگی کے ہوتے ہیں۔ یعنی جس بات کے لئے لفظ حیات استعمال ہوتا ہے۔ انہی معنوں میں لفظ مَحْیَا بھی استعمال ہوتا ہے لیکن محیا کے معنے علاوہ زندگی کے مقام زندگی کے بھی ہوتے ہیں یعنی جس جگہ کوئی شخص رہتا ہے اور اپنی زندگی بسر کرتا ہے وہ بھی مَحْیَا کہلاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی للّٰہ رب العٰلمین کہہ کر یہ قید لگا دی گئی ہے کہ میری ساری زندگی اس خدا کی خاطر ہے۔ جو تمام جہانوں کی ربوبیت کرنے والا ہے۔ خدا تعالےٰ کی خاطر

زندگی کئی درجے رکھتی ہے

سب سے ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو اس بات پر آمادہ کر لے کہ اگر خدا تعالےٰ کے لئے اسے دنیا چھوڑنی پڑی تو وہ چھوڑ دے گا بےشک وہ عملاً دنیا چھوڑ نہیں دیتا۔ لیکن ضرورت پڑنے پر وہ اپنے نفس کو اس بات کے لئے تیار پاتا ہے۔ مگر یہ خدا کے لئے زندگی بسر کرنے کا سب سے ادنےٰ درجہ ہے۔ کامل درجہ نہیں۔ کیونکہ ایک آدمی وہ ہوتا ہے جو دنیا کو چھوڑ دینے کا ارادہ رکھتا ہے اور ایک آدمی وہ ہوتا ہے جو صرف ارادہ ہی نہیں رکھتا بلکہ عملاً ایسا کر دیتا ہے۔ اور یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے

ایثار والی زندگی

کا درجہ تمام زندگی سے بہرحال بالا ہے خدا تعالےٰ کی خاطر دنیا چھوڑنے والے لوگ صرف یہ نہیں کہتے۔ کہ اگر ضرورت پڑی تو وہ اپنی زندگی خدا تعالےٰ کی خاطر وقف کر دیں گے۔ بلکہ وہ عملی طور پر بھی وقف کر دیتے ہیں۔ اور ان کے تمام کام خدا تعالےٰ کے لئے ہو جاتے ہیں وہ

خدا تعالےٰ پر توکل

کر کے اپنی زندگی بسر کرتے ہیں وہ دنیا کی کمائی کے ایسے ذرائع تجویز کرتے ہیں جو ان کی وقف شدہ زندگی میں رخنہ نہ ڈالیں اور ان کے مذہبی کاموں میں رکاوٹ پیدا نہ کریں۔ مثلاً جب فتح خیبر ہوئی تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ زمین اپنے خاندان کے لئے وقف کر دی جس سے ان کے گذارہ کا سامان ہوتا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم زمینوں پر خود کام نہیں کرتے تھے۔ بلکہ جس طرح

اجارہ پر زمین دی جاتی ہے

وہ زمین دوسروں کو دیدی گئی تھی۔ اور اس سے جو حصہ آتا تھا۔ وہ آپ خاندان میں تقسیم کر دیتے تھے اسی طرح حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگیاں بھی نظر آتی ہیں وہ اپنے اوقات دنیوی کاموں میں استعمال نہیں کرتے تھے۔ گو ضمنی طور پر ایسے کام بھی ہو جاتے تھے۔ جیسے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے کیا۔ وہ ایسا کام کر لیتے تھے۔ مگر اس طرح نہیں۔ کہ وہ ان کے اصل کام میں روک پیدا کر دیں۔ یہ مقام نہایت اعلےٰ درجہ کا ہوتا ہے قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ میری ساری زندگی اللہ تعالےٰ کی خاطر ہے۔ مگر اس سے اوپر ایک اور مقام بھی ہے یعنی

ایک مقام تو یہ ہوتا ہے

کہ انسان خدا تعالےٰ کے لئے زندگی بسر کرے۔ مگر یہ مقام ادنےٰ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں صرف اتنی بات پائی جاتی ہے کہ انسان اپنے ارادے اور نیت سے اس کام میں لگا رہتا ہے۔ لیکن ایک مقام ایسا ہوتا ہے کہ زندگی قربان کرنے والا ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ اُس کی اس قربانی کو قبول کر لیتا ہے۔ یہ دونوں مقام الگ الگ ہیں جو انسان اپنے ارادے اور نیت سے اپنی زندگی کو

خدا تعالےٰ کی خاطر وقف

کر دے۔ ضروری نہیں کہ خدا تعالےٰ اسے قبول بھی کر لے ایک شخص اپنے آپ کو خدمت کے لئے آقا کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ لیکن ضروری نہیں۔ کہ آقا اس کی خدمت کو قبول بھی کر لے۔ اس شخص کی زندگی خدا تعالےٰ کی خاطر تو شمار ہو گی لیکن یہ اعلےٰ مقام قربانی نہیں۔ ہاں خدا تعالےٰ اس کی قربانی کو قبول کر لے تو یہ علیحدہ امر ہے۔ مَحْیَایَ میں

اس طرف بھی اشارہ ہے

کہ میری زندگی اب ایسے مقام پر پہنچ گئی ہے کہ میری زندگی درحقیقت اللہ کی زندگی ہو گئی ہے۔ میں چلتا ہوں۔ تو میں نہیں چلتا بلکہ خدا تعالےٰ چل رہا ہوتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں تو اس وقت میں نہیں دیکھ رہا ہوتا۔ خدا تعالےٰ دیکھ رہا ہوتا ہے۔ میں کوئی بات سنتا ہوں تو اس وقت میں نہیں سن رہا ہوتا۔ خدا تعالےٰ سن رہا ہوتا ہے۔ گویا میری زندگی باعتبار خود زندگی نہیں۔ بلکہ میری زندگی باعتبار اللہ ہو گئی ہے۔ میری مرضی خدا تعالےٰ کی مرضی ہو گئی ہے۔

یہی وہ مقام ہے

جس کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ بندہ خدا تعالےٰ کے قریب ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور ہوتے ہوتے وہ ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ اس کے کان بن جاتا ہے۔ جن سے وہ سنتا ہے خدا تعالےٰ اس کی آنکھیں بن جاتا ہے جن سے وہ دیکھتا ہے۔ خدا تعالےٰ اس کی زبان بن جاتا ہے جس سے وہ بولتا ہے۔ خدا تعالےٰ اس کے ہاتھ بن جاتا ہے جن سے وہ پکڑتا ہے۔ خدا تعالےٰ اس کے پاؤں بن جاتا ہے جن سے وہ چلتا ہے۔ گویا وہ صرف اپنی طرف سے ہی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ خدا تعالےٰ نے بھی اس کی کوششوں کو قبول کر لیتا ہے اور اسے اپنی صفات کے ظہور کا مقام بنا لیتا ہے۔ پھر اس سے اوپر ایک اور مقام آتا ہے اور وہ

مَحْیَا کے دوسرے معنے

ہیں۔ اور وہ مقام یہ ہے کہ اس مقام زندگی میں خدا تعالےٰ کے لئے ہو جاتے ہیں اور وہ اشاعت اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ اور خدا تعالےٰ کی ذات کی طرف توجہ دینے میں اتنا مشغول ہو جاتا ہے کہ جس جگہ بھی وہ جاتا ہے لوگ کھچے ہوئے اسی کی طرف آ جاتے ہیں۔ یہ مقام انبیاء کو نصیب ہوتا ہے۔ مگر جس شان کے ساتھ یہ مقام

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

کو ملا ہے کسی دوسرے نبی کو نہیں ملا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کو بھی یہ مقام نصیب ہوا ہے۔ مگر آپ کی زندگی میں ایسا نہیں ہوا بلکہ وفات کے بعد ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جس جگہ سے وہ ماحول پاکیزہ ہو گیا تھا اس جگہ کے رہنے والے قربانی کرنے والے تھے مگر وہ ماحول بھی محدود تھا۔ اگر کوئی ہستی ایسی ہو سکتی جس نے اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کی نظر اس کے دین کی خدمت میں اس قدر محو کر دیا ہو۔ کہ تمام ماحول کلی طور پر خدا تعالےٰ کے لئے ہو گیا ہو۔ تو وہ صرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی رکھتی ہے۔ آپ کے شہر اور علاقہ کے جو رہنے والے تھے۔ آپ نے ان سب کو اپنی قوت قدسیہ کے ساتھ خدا تعالےٰ کے لئے کر دیا۔

پھر

رب العٰلمین کی شرط

تمام [illegible] اپنے اپنے رنگ میں لگی ہے۔ [illegible] کے ساتھ اس کا تعلق [illegible] آپ نے نہ صرف تبلیغ کی بلکہ آپ کے رہنے کی وجہ سے لوگوں میں خدا تعالےٰ کی اتنی محبت [illegible] ہو گئی تھی۔ اور اسی کی وجہ سے نہ صرف مدینہ اور اس کے اردگرد کا علاقہ مسلمان ہو گیا۔ بلکہ [illegible]

ہو گیا۔ صرف کہیں کہیں عیسائی اور یہودی قبائل رہ گئے تھے۔ اس کے علاوہ آپ کو ایک زائد بات بھی حاصل تھی۔ آپ کے شہر اور علاقہ کا مسلمان ہو جانا تو

چھوٹی سی بات ہے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ان صلاتی ونسکی و محیای و مماتی للّٰہ رب العٰلمین۔

میری زندگی صرف اللہ تعالےٰ کے لئے ہے۔ جو تمام جہانوں کی ربوبیت کرنے والا ہے۔ یعنے میرے تمام کام ایسے ہیں جو صرف میری ذات کے لئے نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے ہیں۔ دوسرے انبیاء بھی اس کام میں ایک حد تک آپ کے شریک ہیں۔ حضرت موسےٰ کے اتباع میں بھی یہ جذبہ پایا جاتا تھا۔ مگر وہ محدود رنگ رکھتا تھا۔ تورات میں یہی حکم آتا ہے کہ تم بنی اسرائیل کے ساتھ یوں سلوک کرو۔ یوں سلوک کرو۔ ساری دنیا سے سلوک کرنے کا اس میں کہیں حکم نہیں دیا گیا۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں

ساری دنیا کیلئے ہمدردی

پائی جاتی تھی۔ اسی لئے آپ کو ساری دنیا کی طرف مبعوث کیا گیا۔ مگر اس سے بڑھ کر آپ کو یہ بات حاصل تھی۔ کہ آپ کا مقام حیات جو تھا وہ بھی رب العٰلمین کے لئے ہو گیا تھا۔ یعنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہی نہیں بلکہ آپ کے ماننے والوں نے بھی بنی نوع انسان کی ہمدردی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دی تھیں

اس کی موٹی مثال

یہ ہے کہ اگر کسی قوم کے اندر دوسروں کے فوائد کو اپنے فوائد پر مقدم رکھنے کا جذبہ پایا جائے۔ تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس کا مقام حیات کس قدر بلند ہو گا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب شام میں لڑائیاں ہوئیں اور بیت المقدس بھی فتح ہوا۔ تو عیسائیوں نے دوبارہ حملہ کیا اور مسلمانوں کو کچھ وقت کے لئے بیت المقدس چھوڑنا پڑا۔ جب مسلمان پیچھے ہٹے اور انہوں نے فیصلہ کر لیا۔ کہ وہ بیت المقدس کو کچھ وقت کے لئے چھوڑ دیں گے تو انہوں نے شہر کے باشندوں کو بلایا۔ اور آئندہ سال کے لئے جو ٹیکس وصول کئے ہوئے تھے وہ سب واپس کر دیئے اس کا ان پر اتنا اثر ہوا کہ تاریخ میں آتا ہے کہ جب لشکر شہر سے باہر نکل آیا تو عوام الناس تو الگ رہے بڑے بڑے پادری بھی

روتے اور دعائیں کرتے تھے

کہ اے خدا ان لوگوں کو جلد واپس لا۔ اُن کی اپنی قوم ان پر قابض ہو رہی تھی۔ لیکن وہ غیر قوم کے لئے دعائیں مانگ رہے تھے کہ خدا ان کو جلد واپس لائے مسلمانوں نے سال بھر حفاظت کرنے کے بدلہ میں اُن سے ٹیکس وصول کیا تھا۔ لیکن جب دیکھا کہ اب انہیں حفاظت کرنے کا موقع نہیں ملے گا تو سب ٹیکس واپس کر دیئے۔ اتنے تدین اور ورع کی مثال اور کہیں نہیں ملتی۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہم ان لوگوں کی خدمت کے لئے آئے تھے اگر ہم ان سے کوئی ٹیکس لیتے ہیں تو اس خدمت کے لئے لیتے ہیں۔ اور اگر ہمیں ان کی خدمت کرنے کا موقعہ نہیں ملا۔ تو ہمیں کوئی حق حاصل نہیں کہ ان کے ٹیکس اپنے پاس رکھیں۔ یہ رب العٰلمین والی صفت تھی جو ان میں پائی جاتی تھی کہ وہ ہر نقطۂ نظر لحاظ سے اپنے آپ کو

بنی نوع انسان کا خادم

سمجھتے تھے یہ مَحْیَایَ لِلّٰہِ رب العٰلمین کی ایسی مثال ہے جس کی نظیر ڈھونڈنے سے بھی کہیں اور نہیں مل سکتی۔ باقی حکومتیں اور ادارے بھی دوسروں کے حقوق کی نگرانی کرتے ہیں اور جہاں جاتے ہیں وہ ایسا کرتے ہیں۔ لیکن یہ ان کا ایسا کرنا خالص بنی نوع انسان کی ہمدردی کے لئے ہو اور رب العٰلمین خدا کے لئے ہو اس کی مثال نہیں مل سکتی۔

یہ کتنا بڑا تغیر ہے

جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پیدا کیا۔ لیکن اتنا بڑا کام سوائے اسلامی تعلیم کا گہرا مطالعہ کرنے والے اور موت کے لئے ہر وقت تیار رہنے والے کے کوئی دوسرا شخص نہیں کر سکتا۔ چھوٹے چھوٹے کاموں میں لالچ آ جاتی ہے۔ معمولی معمولی باتوں میں انسان کوشش کرتا ہے کہ اس کے آرام کی کوئی صورت نکل آئے مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَحْیَایَ لِلّٰہِ رب العٰلمین نہ صرف میں بنی نوع انسان کی ہمدردی کے لئے مقرر کیا گیا ہوں بلکہ دوسرے انبیاء پر

یہ فوقیت حاصل ہے

کہ میرے شہر اور علاقہ کے لوگ بھی بنی نوع انسان کی ہمدردی کے لئے آمادہ ہیں۔ اور وہ اپنے فوائد کو بھول کر دوسروں کی ہمدردی میں مشغول رہنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ (الفضل ۶؍۱؍۶۰)

برطانیہ کے مسلمان ڈیلیگیٹ ڈاکٹر عبد السلام کی تقریر

منقول از روزنامہ الجمعیتہ دہلی مورخہ ۱۲ر جنوری سنہ ۶۰ء

لیمیو رڈ (ڈاکسے) سائنس کی ترقی اسلام کے اصولوں کے قطعاً خلاف نہیں۔ چنانچہ پندرھویں صدی عیسوی تک سائنسی غور و فکر پر مسلمانوں کا قبضہ رہا۔ اور وہ دنیا پر چھائے ہوئے رہے۔ جب انہوں نے سائنس کو چھوڑ دیا مگر یورپ کی قوموں نے اسے اپنا لیا اور ترقی کرتے رہے جس کے نتیجہ میں وہ آج تک دنیا پر اور عالم فکر و خیال پر چھائے ہوئے ہیں۔

یہ باتیں امپیریل کالج لندن کے شعبہ ریاضیات کے صدر اور رائل سوسائٹی آف لندن کے پہلے پاکستانی مسلمان ممبر ڈاکٹر عبد السلام نے جو ہندوستانی سائنس کانگریس کے اجلاس کے سلسلہ میں آج کل یہاں آئے ہوئے ہیں۔ احمدیہ مسلم مشن لائبریری کلب بینک روڈ میں ایک ضیافتی تقریب میں تقریر کرتے ہوئے کہیں۔ جلسہ کی صدارت احمدیہ مسلم مشن کے انچارج جناب سمیع اللہ صاحب نے کی اسلام اور سائنس کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے ڈاکٹر عبد السلام نے کہا کہ سائنس ایک زمانہ میں مسلمانوں کا فن تھا۔ انہوں نے یونانیوں سے بہت کچھ لیا تھا۔ اور اس میں خود بھی بہت کچھ اضافہ کیا تھا۔ ترکوں کے دور میں بھی مسلمان اپنے وقت کے بڑے سائنس دان اور ٹیکنالوجسٹ تھے۔ جن کی مدد سے وہ اپنے بحری بیڑے اور گولہ باری میں نت نئی جدتیں کیا کرتے تھے۔ اور یورپ کی قومیں ان سے خوف زدہ رہا کرتی تھیں۔ آج اس کے برعکس یورپ سائنس پر پوری طرح چھایا ہوا ہے اور مسلمان پیچھے ہیں۔

انہوں نے اپنے انگلستان اور پاکستان کے درس و تدریس کے تجربے کا حوالہ دیتے ہوئے پورے وثوق کے ساتھ کہا کہ پاکستان اور ہندوستان کے طلباء کی صلاحیتوں اور انگلستان کے طلباء کی صلاحیتوں میں کوئی فرق نہیں ہے اور بتایا کہ اگر پوری قوم نے وقت کی اس ضرورت پر توجہ کی تو وہ دن دور نہیں کہ جب مسلمان بھی پہلے کی طرح سائنس کے میدان میں نہ صرف زمانہ سے پیچھے نہیں رہیں گے بلکہ باقی دنیا کی رہنمائی کے قابل ہو جائیں گے۔

باقی دنیا میں سائنس کی ترقی اور ہندوستان و پاکستان میں اس کے موجودہ صورت حال کا تقابل کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ سائنس میں کام دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک نظریاتی اور دوسرے عملی۔ نظریاتی کام ایک مقررہ راستے پر ہوتے ہیں۔ اور آدمی غور و فکر سے نئے خیالات پیش کرتا ہے جو خدا کی دین ہوتے ہیں یہ ایک طرح کا الہام ہے اور فرانس کے ایک مشہور سائنس دان کا قول ہے کہ ”قسمت کی دیوی انہی لوگوں پر مہربان ہوتی ہے جو پہلے سے تیار ہوتے ہیں۔“

ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یہ خدا کی دین جب یہودی اور عیسائی سائنس دانوں کو نصیب ہوتی ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ یہ مسلمانوں کو نصیب نہ ہو۔

انہوں نے بتایا کہ نظریاتی سائنس میں ہندوستان اور پاکستان میں اچھے سائنس دان موجود ہیں۔ البتہ عملی سائنس میں سوائے سر سی۔ وی۔ رامن اور کرشنن کے کسی بھی سائنس دان نے کوئی ٹھوس کام نہیں کیا ہے۔ پھر بھی امید ہے کہ آئندہ بیس سال میں اس میدان میں ہمارے ملکوں کی حالت بہتر ہو جائے گی۔ (الجمعیۃ دہلی ۱۴؍۱؍۶۰)

نوٹ:۔ اس رپورٹ کا بیشتر حصہ اخبار دعوت دہلی ۱۶؍۱؍۶۰ نے بھی نقل کیا۔ (ادارہ)۔

ربوہ میں جماعت احمدیہ کا اڑسٹھواں سالانہ جلسہ

بتاریخ ۲۲-۲۳-۲۴ جنوری سنہ ۱۹۶۰ء

منعقد ہو رہا ہے۔ احباب جماعت اس جلسہ کی کامیابی اور مثمر ثمرات حسنہ ہونیکے لئے دعا فرمائیں۔ اس موقع پر اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی کے لئے بھی درد دل اور الحاح سے دعائیں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو جلسہ سالانہ کے ایام میں صحت و عافیت سے رکھے۔ اور احباب جماعت کو حضور کی تینوں روز تقاریر اور بعض ملاقات کا شرف حاصل کرنے کی نعمت سے بھی متمتع فرمائے۔ آمین۔

اِنسان کے بنیادی حقوق

مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی کی تقریر بر موقع جلسہ سالانہ ۱۹۵۹ء

(۲)

غلاموں کو سزا انگلستان میں غلاموں کو جس طرح سزا دی جاتی تھی۔ اس کا حال بھی عبرت سے خالی نہیں۔

اس کا قانون یہ تھا کہ اگر کوئی غلام مالک کے پاس سے بھاگ گیا اور اس نے یہ حرکت پہلی یا دوسری مرتبہ کی ہے تو اس کے دونوں کان کاٹ دینے چاہئیں۔ اور پھر تھوڑی لوہا گرم کر کے داغنا چاہیئے اور اگر تیسری مرتبہ بھاگا ہے تو اسے قتل کر دینا چاہیئے۔ اس قانون کے تحت انگلستان میں کثرت سے غلام قتل ہوتے تھے۔

فرانس کا سلوک غلاموں کے ساتھ اس سے بھی ظالمانہ تھا۔ وہ غلاموں اور لونڈیوں کو زندہ آگ میں جلا بھی دیتے تھے یورپ کی اور دوسری چھوٹی چھوٹی مملکتوں کا بھی یہی حال تھا۔ وہاں بھی غلاموں کے ساتھ یہی مظالم کئے جاتے رہتے۔

نیشنل کال کی رپورٹ اگرچہ ہم یورپ اور امریکہ کی تاریخ میں یہ پڑھتے ہیں کہ ہر جگہ انیسویں صدی میں انسداد غلامی کی تحریک چلی اور قانوناً غلامی کا خاتمہ کر دیا گیا۔ مگر اخبار نیشنل کال کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ بیسویں صدی کی پہلی چوتھائی تک اس قانون پر سو فی صدی عمل نہ ہو سکا اخبار مذکور ۱۶ ر اپریل ۱۹۳۳ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:۔

> جنیوا میں جمعیۃ اقوام کی مشورہ کمیٹی جو چند ممبران پر مشتمل ہے اور جو مسئلہ غلامی پر غور و خوض کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے اس نے ۳۱ ر مارچ سے ۱۲ ر اپریل ۱۹۳۲ء برابر اپنے اجلاس کئے۔ ۱۹۳۰ء میں لیگ اسمبلی میں لارڈ سسل نے برطانوی حکومت کی نمائندگی کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا میں اب بھی کم از کم پانچ ملین یعنی پچاس لاکھ غلام موجود ہیں یہ سب اس کے باوجود ہے کہ ۱۹۲۶ء میں جمعیۃ اقوام کی مجلس نے یہ اعلان کیا تھا کہ دستخط کرنے والی حکومتیں جن کی تعداد ۲۸ تھی اپنے اپنے علاقوں میں غلاموں کی تجارت کو تشدد آمیز حکمت عملی سے کام لے کر بالکل ختم کر دیں گی۔ ان حکومتوں میں امریکہ کی ریاستہائے متحدہ بھی شامل ہیں۔ اس مشورہ کمیٹی کے تقرر سے یہ فائدہ ضرور ہوا ہے کہ غلام حاصل کرنے کے لئے جو باقاعدہ اور منظم حملے ہوتے تھے۔ وہ رک گئے۔
>
> (الرق فی الاسلام صفحہ ۵۵)

انسداد غلامی کے اسباب ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ غلامی کا رواج عہد قدیم سے شروع ہوا۔ اور موجودہ زمانہ تک جاری رہا۔ نہ صرف جاری رہا بلکہ قوموں کی معاشیات و اقتصادیات اور بعض اوقات اخلاقیات کا بھی اس سے بڑا گہرا رشتہ رہا۔ اسلام جس نے سب سے پہلے رسم غلامی کو مٹایا اور پھر اس نے غلاموں کو آزاد کرانے کے لئے مکاتبت، تدبیر اور ام ولد وغیرہ کی ایک وسیع پالیسی مرتب کی۔ پھر جنگی قیدی جو عہد وسطیٰ میں بھی غلام بنائے جاتے تھے ان کے لئے غلامی کی بجائے احسان اور فدیہ کا قانون نافذ کیا۔ تیرہ سو سال تک دنیا کی متمدن قومیں اسلام کی یہ انسانی واخلاقی تعلیم قبول نہ کر سکیں۔ یہ پرانے غلاموں کے علاوہ آزاد قبائل کو بھی غلام بنانے کے لئے ہمیشہ مہم جاری کراتی رہیں یہ داستان بجائے خود بہت دلچسپ اور سبق آموز ہے۔ یہ غلام بنانے کے لئے کبھی قبائل پر دھاوا بولتے تھے اور کبھی شہریوں یا مسافروں کو راہ چلتے اچک لیتے۔ غرض یہ لوگ اسلام کے بعد تیرہ سو سال تک آزاد شہریوں کو غلام بنانے کے لئے نہایت انسانیت سوز حرکات کرتے رہے۔ البتہ انیسویں صدی میں انہیں دستور غلامی بند کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور اس کے لئے قوانین پاس کئے۔

غلاموں کی آزادی کا محرک اس جگہ یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اس کا محرک کوئی اخلاقی جذبہ ہوگا اور انہوں نے محض انسانیت کے نام پر یہ کار خیر کیا ہوگا۔ مگر افسوس کہ تاریخ اس خیال کی تکذیب کرتی ہے حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کی آزادی اور غلامی دونوں کے پیچھے محض اقتصادی جذبہ کارفرما رہا۔ جب تک انہیں غلامی کے ساتھ اپنی اقتصادی منفعت نظر آتی رہی غلامی ختم نہ ہونے دی۔ لیکن جب زمانہ میں انقلاب آیا۔ جاگیرداری کی جگہ سائنس اور صنعت نے لے لی۔ غلامی غیر ضروری بلکہ اقتصادی اعتبار سے مضر نظر آنے لگی تو اب انہوں نے غلاموں کو اپنی معیشت سے خارج قرار دیا۔ اور انسداد غلامی کی مہم جاری کی۔ ان کے سامنے کوئی اخلاقی جذبہ تھا نہ انسانی ہمدردی۔

ایک یورپین مصنف اپنی کتاب "رومن ایمپائر میں غلامی" میں اس حقیقت کا برملا اعتراف کرتا ہے۔ وہ شمالی امریکہ میں غلاموں کی آزادی پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:۔

> اب جبکہ طرح طرح کے ایسے سامان پیدا ہو گئے ہیں جن میں خرچ کم اور منفعت زیادہ ہے۔ تو پھر کیا ضرورت تھی کہ خواہ مخواہ غلامی کے رواج کو قائم رکھ کر زیادہ اخراجات کی ذمہ داری اٹھائی جائے۔
>
> (الرق فی الاسلام صفحہ ۲۰)

غلامی کیوں ختم ہوئی

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ یورپ، امریکہ یا روس نے غلامی کا خاتمہ اس لئے نہیں کیا کہ یہ اخلاقی اعتبار سے قابل اعتراض فعل تھا۔ بلکہ انہوں نے یہ دستور اس وقت ختم کیا جب غلامی کا نظام اقتصادی اعتبار سے ناقابل برداشت ہو گیا۔ اشتراکی مصنف اینگلز کو سرمایہ داروں کی اس ذہنیت پر طنز کرنے کا کتنا اچھا موقعہ ہاتھ آیا۔ وہ اس پر بحث کرتے ہوئے کہ "نظام غلامی" کیسے ختم ہوا۔ لکھتا ہے

> قدیم زمانہ کا غلامی کا نظام ختم ہو گیا۔ نہ تو دیہات کی بڑے پیمانہ کی کھیتی میں اور نہ شہروں کے دستی صنعت و حرفت کے کارخانوں میں اس غلامی کے نظام سے کوئی قابل ذکر منافع ہوتا تھا۔ اس کی پیداوار کے لئے کوئی بازار نہیں رہ گیا تھا چھوٹے پیمانے کی زراعت یا دستکاری میں زیادہ غلاموں کی گنجائش نہیں تھی
>
> ....
>
> سماج میں غلاموں کی ضرورت صرف امیروں کے گھریلو کاموں اور عیش و آرام کے لئے تھی
>
> ....
>
> ایک تو یہ وجہ تھی جس سے غیر ضروری طور پر غلاموں کی تعداد میں اضافہ ہوا اور یہ غلام چونکہ بوجھ بن گئے تھے اس لئے انہیں آزاد کر دیا گیا۔ . . .
>
> ....

عیسائیت اور غلامی قدیم غلامی کے اس طرح رفتہ رفتہ ختم ہونے کا عمل عیسائیت کا مرہون منت نہیں۔ عیسائیت نے صدیوں تک سلطنت روم میں غلامی کے نظام کے مزے لوٹے اور بعد میں بھی عیسائیوں نے غلاموں کی تجارت کو روکنے کیلئے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ نہ تو شمال میں جرمنوں کی نہ بحیرۂ روم میں وینیشیا والوں کی تجارت کو روکنے کے لئے کچھ کیا۔ غلام رکھنے میں کوئی فائدہ نہیں تھا۔ اس لئے یہ نظام مٹ گیا۔

ان دونوں حوالوں سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی کہ یورپ کی متمدن قوموں نے انیسویں صدی میں غلاموں کی حمایت یا غلامی کے مخالفت میں جو آواز بلند کی اس کا سبب کوئی اخلاقی محرک نہیں تھا۔ بلکہ سائنس اور صنعت کی اقتصادی رفتار نے انہیں ایسا کرنے پر مجبور کر دیا۔

جاگیرداری اور سرمایہ داری دراصل سرمایہ داری آنے سے پہلے یورپ میں نظام جاگیرداری تھا۔ اس نظام میں غلام کو آقا کی زمین چھوڑ کر کہیں جانے کی اجازت نہیں تھی۔ قانون رائج الوقت کے مطابق وہ بھی جائداد کا ایک حصہ سمجھا جاتا تھا۔ جب دور سرمایہ داری آیا۔ بڑی بڑی صنعتیں قائم ہوئیں اور بڑی تعداد میں مزدوروں کی نقل و حرکت کی ضرورت پیش آئی تو اب انہیں نظام جاگیرداری میں اپنا نقصان نظر آنے لگا۔ بڑی صنعتیں اور کارخانے چلانے کے لئے مزدور کہاں سے ملتے اس لئے انہوں نے اب نظام جاگیرداری ختم کر کے مزدوروں کو آزادانہ نقل و حرکت کی اجازت دی۔ اور بڑی بڑی مشینیں چلانے کے لئے مزدور حاصل کر لئے۔ اگر غلامی ختم نہ کی جاتی۔ اور زرعی غلاموں کو نقل و حرکت کی آزادی نہ دی جاتی تو کبھی صنعت یا کارخانے کامیاب نہ ہوتے۔

دراصل اقتصادی ضرورتوں میں یہ سب سے بڑی ضرورت تھی۔ جس نے سرمایہ داروں کو غلامی کے خاتمہ پر ابھارا۔ اگر وہ غلامی کو ختم نہ کرتے تو خود ختم ہو جاتے۔ چنانچہ شیرجنگ نے اپنی کتاب "کارل مارکس اور اس کی تعلیمات" میں ایک جگہ لکھا ہے کہ

> سرمایہ داری کے لئے ضروری ہے کہ مزدور طبقہ آزاد ہو اور حسب مرضی محنت کرنے کا مختار ہو۔ اسلئے سرمایہ داروں نے جاگیرداری ختم کی جاگیرداری میں مزدور آزاد تھے اپنی مرضی سے کوئی کام نہ کر سکتے تھے مگر سرمایہ دار کیلئے مزدور طبقہ کی ناداری بھی ضروری تھی۔ اس لئے مزدوروں کو آزاد کر کے انہیں نادار بنا دیا گیا تھا۔
>
> (ماخوذ از مسلمان اور انسانی آزادی [illegible])

اس مسئلہ کے اور بہت سے پہلو ہیں جن پر مَیں [illegible]

کی جاسکتی ہے مگر یں نے صرف یہ دعوی کیا تھا کہ غلامی عہد قدیم سے چلی آرہی ہے۔ بالکل ویسے ہی جیسے ہمیشہ سے بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو نگلتی آرہی ہے۔ اور یہ کہ غلامی انیسویں صدی تک اقتصادی مسئلہ بنا رہا۔ اور یہ دونوں دعاوی مذکورہ بالا حوالوں سے ثابت ہوگئے۔

اسلام اور غلامی

اب میں اسلام کو لیتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ غلامی کے متعلق اسکی پالیسی کیا ہے۔

یہ ایک مسلم امر ہے کہ غلامی حریت ذات کے منافی ہے۔ کوئی انسان کسی کی انسانیت کا مالک نہیں ہوسکتا۔ ہر انسان آزاد پیدا کیا گیا ہے اور اسے آزاد شہری کی حیثیت سے زندہ رہنے کا حق ہے۔ یہ انسان کے بنیادی حقوق کی پہلی دفعہ ہے اور قصر انسانیت کا سنگ بنیاد ہے۔

خصوصیات اسلام خصوصیات اسلام میں یہ اسکی سب سے بڑی خصوصیت ہے کہ وہ حریت ذات کا علمبردار ہے۔ اسی نے یہ علم اسی شدومد اور جوش و عزم سے اٹھایا ہے کہ وہ ایک خدا کی بندگی کے علاوہ اور کسی دوسری بندگی کا قائل ہی نہیں وہ قدم قدم پر انسان میں عزت نفس، خود اعتمادی اور اولوالعزمی کی روح پھونکتا ہے۔ اور اس کو بلند بانگ دعاوی سے عزت نفس کی تبلیغ خود اعتمادی کی تلقین اور حریت ذات کی تبشیر کرتا ہے اور اسی جگہ بہ ہزار اعتماد سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس باب میں دنیا کا اور کوئی مذہب اسلام کی ہمسری کا دعوی نہیں کرسکتا۔ ہر مذہب میں غلام بنانے کے لئے ایسی وجوہ جواز بیان کی گئی ہیں جن پر ہر زمانہ میں بہ نہایت آسانی سے عمل ہوسکتا ہے کہ جو عزت کے مارے اپنے آپ یا اپنی اولاد کو کسی کے ہاتھوں فروخت کردے۔ مگر اسلام کو دیکھئے کہ اسکی کتاب شریعت قرآن پاک میں غلام بنانے کا ایک طریقہ بھی بیان نہیں کیا گیا۔ اور غلام کو آزاد کرنے کے متعدد طریقے بیان کئے گئے۔ جنگی قیدیوں کو زمانہ ظہور اسلام میں بھی غلام بنانے کا عام قاعدہ تھا۔ قرآن نے مسلمانوں کو ان کے متعلق بھی حکم دیا کہ انہیں چھوڑ دو۔ خواہ فدیہ سے کر چھوڑو یا احسان کر کے چھوڑ دو۔ باقی وہ لوگ جو پہلے غلام چلے آرہے تھے ان کے لئے بھی قرآن مجید نے دو قسم کے احکام دیئے پہلا طوعی دوسرا جبری پہلے تو قرآن مجید نے مسلمانوں کا معیار اخلاق اتنا بلند کیا کہ وہ نظام غلامی گوارا ہی نہ کرسکے۔ انہیں بار بار غلام آزاد کرنے کی تلقین کی۔ بہت سے ایسے گناہ جن سے خدا ناخوش ہوتا ہے۔ ان کے متعلق قرآن نے کہا کہ ایسے گناہ ہو جائیں کے بعد غلام آزاد کرو۔ خدا تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ قرآن پاک اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں غلاموں کو آزاد کرنا* ہے۔ قرآن پاک نے بطور کفارہ غلام آزاد کرنے کے علاوہ دولتمندوں کو داخلی تحریک بھی کی گئی ہے۔ کہ اگر وہ خدا کی خوشنودی چاہتے ہیں تو اپنی دولت سے غلام خریدیں اور انہیں آزاد کردیں صحابہ کرام اس حکم خداوندی سے کتنے متاثر تھے۔ اور ان کے دل میں غلاموں کو آزاد کرنے کا جذبہ کتنا بیدار ہوگیا تھا۔ اس کا کچھ کچھ اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ صرف سات صحابہ کرام نے انتالیس ہزار دو سو انسٹھ غلام آزاد کئے۔

حضرت عائشہؓ	۶۹
حضرت حکیم بن حزامؓ	۱۰۰
حضرت عثمانؓ	۲۰
حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ	۳۰۰۰۰
حضرت عباسؓ	۷۰
حضرت عبداللہ بن عمرؓ	۱۰۰۰
حضرت ذوالکلاع حمیری	۸۰۰۰
(صرف ایک دن میں)	

یہ فہرست نواب صدیق حسن خاں نے بلوغ المرام کی شرح میں نجم الوہاج سے نقل کی ہے۔ مگر مجھے یہ فہرست نہایت ناقص نظر آتی ہے۔ کتب سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۳ غلام آزاد کئے تھے۔ اسی طرح حضرت ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ علیؓ اور دیگر اکثر صحابہؓ کرام نے ایک دو غلام ضرور آزاد کئے ہیں۔ مگر اس فہرست میں ان کا کوئی ذکر نہیں اس لئے حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام نے ایک دو نہیں بلکہ لاکھوں غلام آزاد کئے ہیں۔

رسول مقبول صلعم اور صحابہ کرام کی اس سنت کا انیسویں صدی کی تحریک انسداد غلامی سے موازنہ کرنا عبث ہے۔ میں یہ پہلے عرض کرچکا ہوں کہ اس دور سرمایہ داری میں جو غلامی کا خاتمہ کیا گیا اسکی وجہ اقتصادی مجبوری تھی۔ مگر عہد رسالت میں یہ معاملہ بالکل برعکس نظر آتا ہے۔ ان لوگوں کی معاشیت پر نظام غلامی بار نہیں ہوا تھا۔ بلکہ ان دنوں تو انفرادی و قومی معاشیات میں غلاموں کا بڑا دخل تھا۔ اس کے باوجود مسلمان غلاموں کو آزاد کرتے ہیں۔ محض رضاء الٰہی حاصل کرنے اور بنی نوع انسان کو اس کا بنیادی حق یعنی حق حریت دلانے کے لئے۔ اس عہد کے متمدن اور سرمایہ دار

قانون حریت کا معاوضہ لوگ جو بعض اوقات اپنی جہالت کے باعث اسلام پر اعتراض کر دیتے ہیں۔ صحابہ کرام کی اس مثالی قربانی کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔ ۱۸۳۳ء میں جب برطانوی علاقوں میں استیصال غلامی کا قانون نافذ ہوا تو کیا لوگ خوشی سے اپنے غلاموں سے دستبردار ہوگئے۔ نہیں۔ بلکہ ان کے مالکوں کو بیس ملین سٹرلنگ معاوضہ دیا گیا (الرق فی الاسلام صفحہ ۹۰) اب ذرا اس قانون انسداد غلامی کا صحابہ کرام کے جذبۂ استیصال غلامی سے مقابلہ کیجئے۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اس حکم قرآنی کے بعد تمام غلاموں کو آزاد ہو جانا چاہیئے۔ اس کے بعد وہی شخص غلام رہے گا جو خود آزاد نہ ہونا چاہتا ہو۔ اور تاریخ اسلام میں ایسی مثالیں ہزاروں ملیں گی۔ اس کی وجہ مسلمانوں کا اپنے غلاموں سے حسن سلوک ہے۔

حسن سلوک ان احکام خداوندی پر معمول تدبر کے بعد بھی یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ جس مذہب نے غلاموں کی اتنی پاسداری کی ہو وہ ان کے ساتھ کسی قسم کی بدسلوکی کب گوارا کرسکتا ہے۔ اسی لئے اسلام نے قتل کرنا تو درکنار غلاموں سے معمولی بدسلوکی کی بھی روا نہیں رکھی اور بدسلوکی کرنے والے کے خلاف سخت تہدید کی گئی ہے۔ اور بسا اوقات بطور کفارہ اس غلام کو آزاد کرنے کا حکم دیا ہے۔

مسئلہ غلامی مسئلہ غلامی اسلامی ادب کا ایک وسیع مضمون ہے اس میں ان تمام مسئلوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جن سے غلاموں کا مفاد وابستہ ہے اسلام کے یہ احکام دیکھ کر انگلینڈ کا متعصب مصنف لین پول بھی اپنی کتاب Studies in Mohammedanism میں یہ لکھنے پر مجبور ہوا کہ

"اگر غلاموں کے تمام مالک
ان ترغیبات پر عمل کرتے جو
پیغمبر اسلام نے غلاموں کو آزاد
کرنے کے متعلق بیان کی ہیں تو
کوئی شبہ نہیں کہ تھوڑے سے
دنوں میں ہی غلامی کا خاتمہ ہوجاتا"
(الرق فی الاسلام صفحہ ۱۳۳)

غلاموں کی حکمرانی غلاموں کے متعلق مسلمانوں کی اس عملی تعلیم کا نتیجہ یہ ہوا کہ ظہور اسلام کے بعد غلاموں نے بہت جلد ترقی شروع کی۔ ان میں جامعیت آگئی۔ علم و سیاست اب یہ دونوں میدانوں کے شہسوار بن کے نکلے مسلم سوسائٹی میں معزز ترین طبقے مندرجہ ذیل مانے گئے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ علیہم
تابعین۔ تبع تابعین
فقہا۔ محدثین۔ متکلمین
صوفیاء اور فلسفی اور سیاسی حکمران

جب ہم تاریخ اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر طبقے کے ہیرو اگر آزاد ہیں تو غلام بھی ہیں۔ یعنی مسلم سماج کی لیڈرشپ کلیتہً کبھی آزاد لوگوں کے ہاتھ نہیں آئی۔ بلکہ ہر زمانہ میں بہت سے اہم شعبوں پر غلام ہی حاوی رہے۔ اگر ہم یہ قصہ عہد صحابہ کرام سے شروع کریں تو اپنے زمانے تک پہنچنے کے لئے کافی وقت درکار ہے جلسہ سالانہ کا پروگرام اس کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ البتہ عہد صحابہ کا ایک نمونہ پیش کرتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ اس زمانہ میں ہی غلاموں نے مسلم سماج میں کتنا مقدس اور بزرگ مرتبہ حاصل کر لیا تھا۔ امامت نماز۔ کون سی امامت۔ آج کی نہیں بلکہ عہد صحابہ کرام کی جب یہ مسلم تہذیب کا سب سے بلند رتبہ مقام سمجھا جاتا تھا۔ جس میں غلاموں کے سپرد نظر آتی ہے۔

امامت سالم مولی ابو حذیفہ ایک غلام جن کا نام حضرت سالم مولی ابو حذیفہ ہے۔ وہ جب امامت کرتے تو ان کے پیچھے جلیل القدر صحابہ کرام یعنی حضرت ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ ابو سلمہؓ۔ زید رضؓ اور عامر بن ربیعہ نماز پڑھتے تھے۔ یہ سلسلہ امامت نماز پر ہی ختم نہیں ہوجاتا۔ حدیث۔ فقہ۔ تصوف اور فلسفہ غرض مسلم معاشرے میں ہر چیز کی امامت غلاموں کے ہاتھ آئی۔ میں اس جگہ ذرا سیاسی امامت کا تفصیل سے ذکر کرتا ہوں۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ یہ امامت ایسی ہے۔ جس میں سب سے زیادہ عصبیت کام کرتی ہے۔ خاندانی۔ نسلی اور قومی تفاخر کا سب سے بڑا ذریعہ سیاسی اقتدار ہی ہوتا ہے۔ ہم کو مسلم معاشرے میں اقتدار عامہ کی اس مسند پر بھی جابجا غلام نظر آتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ اخبار بدر ماہ جنوری سنہ ۱۹۶۰ء سے ختم ہے

۱۷۲۶۔ مکرمی پی۔ اے رزاق صاحب ممبئی ۳ ممبئی ۱۴ر جنوری سنہ ۶۰ء
۳۴۶ ۳۔ مکرمہ نفیسی بوحنا اہلیہ حضرت صاحب اسکوپ بیلی ممبئی ״
۳۴۴ ۳۔ مکرمی محمد شریف صاحب احمدی کویت ״
۳۴۸ ۱۔ ״ رسول بخش صاحب پاکر بہار ״
۱۵۴۵۔ مکرمہ شوکت جہاں بیگم صاحبہ مونگھیر ״ ״
۱۵۰۹۔ مکرمہ مولوی نورالدین صاحب کمیل شو پاپور دکن ״
۱۸۵۱۔ ״ سید احمد صاحب شکارپور میسور ״
۱۸۶۰۔ ״ سید ابراہیل صاحب ایجنٹ وی سوپ چندد آف میسور ״
۱۸۶۱۔ ״ انچارج سنٹرل لائبریری شموگہ میسور ״
۱۸۷۲۔ ״ گلزار غوث خاں صاحب حیدر آباد ״ ״
۱۸۶۳۔ ״ عبدالقدوس صاحب کمشنر ایکز ٹیکسی میسور ״
۱۳۴۰۔ ״ خواجہ حبیب اللہ صاحب سرینگر کشمیر ״
۱۸۷۰۔ ״ کے محمد علوی صاحب مبلغ تروانکور کیرالہ ״
۱۱۹۷۔ ״ راجہ غلام محمد صاحب چک ایمرچ کشمیر ״
۱۷۱۳۔ ״ محمد احمد صاحب کانپور یوپی ״
۱۷۵۰۔ ״ محمد عبداللہ صاحب شورت کشمیر ״
۱۴۲۲۔ ״ بشیر احمد خاں صاحب کرنگام ״ ״
۱۴۱۵۔ ״ ایس جی مصطفےٰ صاحب مظفرپور بہار ״
۱۲۵۹۔ ״ شیخ ابراہیم صاحب مدراس ناگرمنز ״ ״
۱۱۵۳۔ ״ شیخ منیرالدین صاحب کلاپنیا ״ ״
۱۷۴۴۔ ״ محمد سلیم خاں صاحب ابی پور یوپی ״

---

* مولوی چراغ علی نے ترغیب دی گئی ہے کہ عبادہ اور ابو خطابی کے قول کے مطابق تمام امت نے اس پر اتفاق کیا کہ سب سے افضل نیکی غلام آزاد ہے۔

نائیجیریا میں احمدیہ مشن کی تبلیغی اور تعلیمی مساعی

ہفتہ وار ٹروتھ اور دیگر اسلامی لٹریچر کی وسیع اشاعت

ریڈیو پر تقاریر۔ احمدیہ سکولوں کی نگرانی

از مکرم محمد اسحٰق صاحب قنابی۔ بی۔اے شاہد مبلغ نائیجیریا

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے عرصہ زیر رپورٹ میں اشاعت اسلام اور تبلیغ احمدیت کا کام حسب سابق تقاریر۔ براڈکاسٹنگ۔ اشاعت لٹریچر۔ جماعتی تنظیم۔ پریس میں مضامین ہفتہ وار اخبار ٹروتھ وغیرہ ذرائع سے سرانجام دیا جاتا رہا۔ جس کی مختصر رپورٹ حسب ذیل ہے۔

لاگوس جو مغربی افریقہ کا تبلیغی ہیڈ کوارٹر ہے۔ جناب رئیس التبلیغ صاحب مغربی افریقہ کی زیر ادارت اخبار ٹروتھ ہر جمعہ کو شائع ہوتا رہا۔ نیز یہاں کے مؤقر جریدہ ڈیلی سروس میں آپ کے مضامین مسلمانوں کیلئے ہفتہ وار فیچر کالم کے ماتحت ہر جمعہ کو شائع ہوتے رہے۔

یہاں کی نائیجیرین براڈکاسٹنگ کارپوریشن کی طرف سے مسلمانوں کیلئے بعنوان "اسلامی نقطۂ نظر" تائی فیچر پروگرام نشر کرنے کے لئے حسب سابق آپ کو مدعو کیا جاتا رہا۔ جس کے ماتحت آپ سامعین کے مذہبی و دینی سوالات کے جوابات نشر کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ پروگرام اس مہینہ میں دو مرتبہ انگریزی زبان میں ترتیب دیکر نشر کیا گیا۔ اور بعد ازاں کارپوریشن کی طرف سے دونوں نشریات کا مقامی زبان یوروبا میں ترجمہ نشر کیا گیا۔ مشن کی طرف سے اہم خبروں پر مشتمل Press Release ریڈیو اور اخبارات کو بھجوایا جاتا رہا۔

اخبار ٹروتھ میں جو اہم مضامین اس عرصہ میں شائع ہوئے ان میں سے ایک کتاب پر تبصرہ قابل ذکر ہے جو عالمی وائی۔ ایم۔ سی۔ اے جنیوا کے Mr Tracy Strong کی تصنیف ہے۔ اور انکا a pilgrimage in to The world of Islam (دنیائے اسلام کی ایک مقدس زیارت) کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب کے چند اقتباسات کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

"نیروبی کے انہیں بازوں خانی کے دوران مجھے شیخ مبارک احمد صاحب اور دوسرے احمدی لیڈروں سے متعارف ہونے کا موقعہ ملا۔ اس جماعت کی بنیاد (حضرت) مرزا غلام احمد (علیہ السلام) نے رکھی تھی ...... اس جماعت کی ایک کتاب ؟؟؟؟ Foriegn missions سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرقی اور مغربی افریقہ میں بسیع پیمانے پر اشاعت و تبلیغ کا کام ہو رہا ہے۔ نیز خصوصیت سے انگریزی بولنے والے علاقوں اور جرمنی سوئٹزرلینڈ۔ ہالینڈ سکنڈے نیوین ممالک۔ برطانیہ۔ امریکہ۔ انڈونیشیا سیلون۔ برما۔ ملایا اور مشرق وسطیٰ کے کئی ممالک بشمولی اسرائیل میں بھی تبلیغ کا کام ہو رہا ہے۔

اس جماعت کی مطبوعات میں سے جو مجھے نیروبی اور لیگوس میں دی گئیں ایک خوبصورت قرآن کریم بھی ہے جس میں عربی عبارت کے ساتھ ساتھ انگریزی ترجمہ بھی دیا گیا ہے اور اسکے ساتھ ہی فکر انگیز دیباچہ بھی ہے جس میں حسب ذیل عناوین پر بحث کی گئی ہے پرانے عہد نامہ کی متضاد اور خلاف عقل روایات نیا عہد نامہ اور اس کے متعلق یسوع مسیح کے اپنے اعترافات۔ قابل اعتراض اخلاقی تعلیم وید۔ کتاب استثناء اور نئے عہد نامہ کی پیشگوئیاں بعد ازاں آخر میں قرآنی تعلیم کی خصوصیات و فضائل۔ قرآن کریم کے روحانی عالم کا خاکہ اور حضرت احمد مسیح موعود پر بھی بحث کی گئی ہے

ان کے دیگر پمفلٹ جو انگریزی اور دیگر افریقی زبانوں میں شائع کئے گئے ہیں اس قسم کے مضامین پر مشتمل ہیں "محمد اینڈ کرائسٹ" "اسلام میں عورتوں کا مقام" کمیونزم اور ڈیماکریسی۔

ایک کتابچہ ڈاکٹر محمد ظفر اللہ خان صاحب نائب صدر عالمی عدالت انصاف کی تصنیف ہے جس میں اس قسم کے مضامین پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ "اسلام کا عالمگیر پیغام"۔ "مذہب اسلام کا خطاب تمام قومی۔ نسل اور تمدنی قیود و حدود سے بالا ہے"۔ "اسلام کی بناء بنیادی طور پر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور ساتھ ہی انسانیت اور زندگی کی وحدانیت و یکسانیت پر ہے"

"سائنس کے موجودہ ایٹمی دور میں ہماری راہنمائی دور ہمارے ان مسائل کا حقیقی علاج جو مستقبل قریب میں ہم سب پر اثر انداز ہونے والے ہیں یہی ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور روحانی یکجہتی و خلوص قلب کے ساتھ تعلق باللہ استوار کریں اور ہمارا عزم یہ ہو کہ ہر قسم کے معاشی وسائل میں ہم اپنے رہنمائی اسی اصول سے حاصل کریں گے۔

"نہ ہماری بلکہ خداوند تعالیٰ کی مرضی کا ظہور ہو" ......

اس کے بعد مصنف رقمطراز ہے کہ

"ہم لیگوس میں ایک چھوٹی سڑک پر ہم ایک مسجد میں گئے جہاں قدیم مسلمان عبادت کر رہے تھے۔ اس کے بالمقابل اسی سڑک پر ہم اس مسجد میں گئے جو مولوی نسیم سیفی رئیس التبلیغ مغربی افریقہ کا ہیڈکوارٹر ہے۔ یہ مبشر ربوہ مغربی پاکستان سے آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے مجھے بہت تپاک سے خوش آمدید کہا۔ اور "اسلام و عیسائیت" کے موضوع پر مجھے اپنی محققانہ اور جذبہ افروز کتب پیش کیں۔ سالٹ پانڈ۔ کماسی اور یہاں بھی متعدد احمدیہ جماعتیں ہیں۔ جماعت احمدیہ نے ۱۵۰ مسجدیں اور ۱۳ سکول تعمیر کئے ہیں۔ ۱۹۴۶ء میں یہاں احمدیوں کی تعداد ۲۲۵۷ تھی۔ اب یقیناً زیادہ ترقی ہے۔

سیرالیون میں احمدیہ مشن نے ۲۵ مساجد تعمیر کی ہیں۔ تعلیمی میدان میں مسلمانوں کو بہت کم مراعات دی گئی ہیں۔ احمدیہ مشن کی طرف سے حال ہی میں کئی نئے سکول تعمیر کئے گئے ہیں۔ ہر دو مسلمان و عیسائی سرکاری حکام نے ان نوجوان مبلغین کی قربانیوں اور مساعی کو قدر دانی سے سراہا ہے جو ملک کی تعلیمی اور روحانی ترقی کے لئے کوشاں ہیں۔

عیسائی عوام بھی مسلمانوں کی اس بیداری سے باخبر ہیں اور وہ ایسے انداز سے اس کے مقابلہ کی کوششیں کر رہے ہیں کہ جنوری ۱۹۶۰ء میں آزادی سے قبل سیرالیون ایک متحد قومیت کی شکل اختیار کر سکے۔

لائبیریا میں بھی احمدیہ مبلغین کو وہاں کے عوام میں کام کرنے کا موقعہ دیا گیا ہے۔ اول اول ۱۹۵۷ء میں جب لائبیریا میں احمدیت کا قیام ہوا تو انہوں نے عیسائی تحریک کے مقابلہ کے لئے خوب کوشش کی۔

اس کے بعد مصنف "اسلامی اذان" کے زیر عنوان رقمطراز ہے کہ:۔

"اسلام میں نمایاں ترین عالمگیر عبادت اسلامی اذان اور نماز ہے۔ میرے لئے یہ امر بہت خوشی کا موجب ہوا کہ مجھے یروشلم کی Dome of Rock جو جاکرتہ کی جدید مسجد ہے۔ اصفہان کی عظیم مسجد ارزق اور لیگوس میں ایک ہی سڑک پر تین مختلف فرقوں کی مسجدوں نیز نیروبی کی احمدیہ مسجد میں عبادت کے لئے داخل ہونے کا موقعہ حاصل ہوا"۔

اس کے بعد مصنف لکھتا ہے کہ:

"۱۹۵۸ء کی کل افریقن چرچ کانفرنس کی ایک تجویز یہ بھی تھی کہ ہمارے لئے اسلام کی ترقی کے مسئلہ میں خاص اقدامات لازمی ہیں۔" (بحوالہ ٹروتھ ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۵۷ء)

لیگوس میں جناب رئیس التبلیغ صاحب کو اقوام متحدہ کے ڈاکٹر ملال عبدہ کی پریس کانفرنس میں شرکت کے لئے بھی بلایا گیا جو شمالی کیمرون میں اضطراب رائے کے کمشنر متعین ہو کر یہاں آئے تھے۔

ہر اتوار کو پبلک تبلیغی اجلاس منعقد کئے جاتے ہیں۔ آپ احباب جماعت کی معیت میں ان میں شرکت کے لئے جاتے رہے۔ یہاں تقاریر کے بعد سامعین کے سوالات کے جواب دیئے جاتے رہے نیز مشن کا لٹریچر بھی فروخت کیا جاتا رہا۔ اسی طرح لیگوس مسجد ؟؟؟؟ میں آپ نے ایک Shamla ... لیکچر دیا۔

علاوہ ازیں خطبات جمعہ اور ہر روز مسجد میں بعد نماز فجر قرآن کریم اور بعد نماز مغرب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الوصیت و انگریزی ترجمہ کا درس دیتے رہے ہر جمعرات کو مقامی جماعت کی میٹنگز منعقد ہوتی رہیں۔

روزانہ ۸-۳۰ تا ۱-۳۰ آپ مشن کے دفتری امور سرانجام دیتے رہے۔ نیز احمدیہ سکولوں کی نگرانی کے تعلق میں محکمہ تعلیم سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا۔ اسی طرح آپ نے مشن کی احمدیہ بک شاپ اور احمدیہ مسلم پریس کی نگرانی کے فرائض سرانجام دیئے۔

کانو شمالی نائیجیریا میں مخالفین کی طرف سے نو احمدیوں کو برگشتہ کرنے کی مہم چلائی گئی تھی چنانچہ اس بارے میں آپ نے وہاں کے احباب جماعت کے نام پیغام سرکلر لیٹر کی صورت میں بھجوایا۔

اسی مہینہ مکرمی جناب شیخ نصیر الدین احمد صاحب۔ ایم اے کا نائیجیریا سے سیرالیون تبادلہ عمل میں آیا۔ اس سلسلہ میں ان کی الوداعی دعوت کی تقریب زیر صدارت جناب رئیس التبلیغ صاحب منعقد کی گئی۔ بعض غیر احمدی ؟؟؟ بھی شامل ہوئے۔ ان میں سے مسٹر باشورون پرنسپل انصار الدین کالج سورولو اور اسی کالج کے ٹیچر مسٹر D/Eu man نے تقاریر بھی کیں۔ محترمہ امۃ اللہ لیگوس کی ایک معلمہ کا نام Sister Sufiatu Bamkuse جو فاستیائیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس عرصہ میں ؟؟؟ نئی کتب شائع کی گئیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ضروری اقتباسات کا ترجمہ Pronouncements of The promised Massiah کے عنوان سے کتابی شکل میں شائع کیا گیا۔ ایک تبلیغی پمفلٹ 5 points about Islam دوبارہ شائع کیا گیا۔ کتاب an out Lines of Islam کا یوروبا زبان میں ترجمہ شائع کرنے کے انتظامات کئے گئے

اسی مہینہ مکرم جناب مبارک احمد صاحب ساقی سیرالیون سے نائیجیریا پہنچے

نائیجیریا میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی و تعلیمی مساعی

ایک نئی جماعت کا قیام۔ تقاریر اور لٹریچر کی وسیع اشاعت

احمدیہ سکولوں کی نگرانی و انتظام

رپورٹ شمالی نائیجیریا

اس علاقہ کے انچارج برادرم مولوی محمد بشیر احمد صاحب شاد ہیں۔ وہ اپنی رپورٹ میں رقمطراز ہیں۔

نئی جماعت کا قیام

کانو کے نزدیک ایک نواحی بستی میں قبل ازیں صرف دو احمدی موجود تھے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے تھوڑے سے عرصہ میں مزید تیس احباب بیعت کر کے داخل سلسلہ عالیہ احمدیہ ہوئے۔ چنانچہ اس ماہ جماعت کی باقاعدہ تنظیم کی گئی۔ چونکہ یہ بستی ہمارے مشن ہاؤس اور مسجد سے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس لئے وہاں علیحدہ نماز باجماعت کی ادائیگی کا انتظام کرنے کا فیصلہ کیا گیا جس کے لئے وہاں کے ایک مخلص دوست نے عارضی طور پر اپنی جگہ پیش کی۔ چنانچہ عرصہ زیر رپورٹ میں خاکسار نے وہاں جا کر جماعت کے باقاعدہ قیام کا انتظام کیا۔ اور اس روز سے وہاں باقاعدہ نماز باجماعت ادا کرنے کا آغاز کیا گیا۔ اس موقعہ پر خاکسار نے جماعت کے احباب کو جماعت کے اتحاد، تنظیم اور نماز باجماعت کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی۔ نیز وہاں کے ایک دوست کو امام الصلوٰۃ اور دوسرے دوست کو درس و تدریس کے لئے مقرر کیا۔

اس کے بعد اگلے ہفتہ وہاں ایک تبلیغی لیکچر کے لئے گیا۔ ڈیڑھ گھنٹہ تک لیکچر دیا گیا۔ جس میں دو صد کے قریب احمدی اور غیر احمدی احباب شامل ہوئے۔ لیکچر کے بعد سوالات کا موقعہ دیا گیا۔

اس ماہ خاکسار کو کانو کے ایک مشہور ہال میں ایک لیکچر دینے کا موقعہ ملا۔ لیکچر کے بعد سامعین کی طرف سے دریافت کردہ سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ اور یہ سلسلہ مغرب کی نماز تک جاری رہا۔ اس لیکچر کے لئے ایک ہفتہ قبل پریس ریلیز تیار کر کے مقامی روزناموں کو بھجوایا گیا۔

جماعت کی مخالفت

گو شمالی نائیجیریا میں ۱۹۲۱ء میں حضرت مولانا نیر صاحب رضی اللہ عنہ کی آمد کے بعد سب سے پہلے کانو میں رہنے والے بعض لوگوں کو قبول احمدیت کا شرف حاصل ہوا۔ اور اس کے بعد مختلف شہروں میں جماعتیں قائم ہوئیں۔ لیکن یہ سب لوگ تجارت یا ملازمت کے سلسلہ میں اس علاقہ میں مقیم ہیں۔ اس علاقہ کے ہاؤسا باشندوں کو ابھی تک قبول احمدیت کی توفیق نہ ملی تھی۔ لیکن گزشتہ سال سے اس وقت تک خدا تعالیٰ کے فضل سے اس علاقہ میں اڑھائی صد احباب کو قبول احمدیت کی توفیق نصیب ہوئی ہے جس میں اکثریت یہاں کے باشندوں کی ہے۔ جماعت کی اس غیر معمولی ترقی کو دیکھ کر جماعت کے مخالفین کو سخت فکر دامنگیر ہوا۔ اور انہوں نے پبلک لیکچروں کے ذریعہ جماعت کے خلاف تقریروں کے سلسلہ کا آغاز کیا۔ بعد میں یہ لوگ وفدوں کی صورت میں نو احمدی احباب کے گھروں پر جا کر انہیں احمدیت سے توبہ کرنے کے لئے مجبور کرتے رہے اور ان کے اعزہ و اقارب کے ذریعہ بھی انہیں ڈرایا دھمکایا اور مرعوب کیا جاتا رہا۔ اخبارات میں بھی مضامین ہمارے خلاف لکھے گئے۔

ان حالات میں جماعت کے خلاف شائع شدہ مضامین کے مندرجات اور تقاریر کی تردید پر مشتمل مضامین یہاں کے مقامی روزانہ اخبارات میں انگریزی اور ہاؤسا زبان میں شائع کرائے گئے۔

بعض مضامین جماعت کے عقائد کی تفصیلات کے بارہ میں بھی شائع کروائے گئے۔ اس سلسلہ میں خاکسار نے یہاں کے ایک اخبار Daily Comet کی اشاعت کے لئے ایک مضمون دیا۔ ایک روزنامہ Noithern Star کے رپورٹر کو جو مشن میں آیا انٹرویو دیا۔ اور جماعت کے عقائد کی وضاحت کی۔

جماعت کی اس مخالفت کا سب سے بڑا فائدہ یہ بھی ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کا نام ہر گھر میں پہنچ گیا ہے اور لوگ اب پہلے سے زیادہ دلچسپی لے رہے ہیں۔

وصایا کی تحریک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب الوصیت کا انگریزی ترجمہ "The Will" موصول ہونے پر جماعت کے مخلص احباب میں تقسیم کیا۔ نیز تمام دوستوں کو نظام وصیت کی تفصیلات سے آگاہ کیا گیا۔ اور انہیں وصیت کی تحریک کی گئی۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ یہاں جماعت کے احباب کو نظام وصیت سے متعارف کرانے کے بعد انہیں عملی رنگ میں اس نظام میں حصہ لینے کی تحریک کی گئی ہے۔

اس وقت تک خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے دو احباب وصیت کرنے پر رضامندی کا اظہار کر چکے ہیں۔ دیگر مخلص احباب کو بھی فرداً فرداً وصیت کی تحریک کی گئی ہے۔ امید ہے کہ بعض مزید احباب وصیت کر کے مالی قربانیوں میں ہزاروں پاکستانی مخلص احباب کے شانہ بشانہ کھڑا ہونے کی سعادت حاصل کریں گے۔

ایک ہاؤسا نوجوان عالم جو گزشتہ سال بیعت کر کے داخل سلسلہ عالیہ احمدیہ ہوا ہے خاکسار کے زیر تربیت ہے۔ اس کو تبلیغ کے لئے ٹریننگ دی جا رہی ہے۔ یہ نوجوان خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت مخلص ذہین اور تبلیغ کا سچا جوش رکھتا ہے۔ اسے جماعت کے مختلف اہم مسائل کے بارہ میں قرآن مجید، حدیث اور دیگر کتب سے تفصیلی نوٹ لکھوائے جاتے رہے ہیں۔ عرصہ زیر رپورٹ میں خاص طور پر مخالفین کے اعتراضات کے جوابات سمجھائے گئے۔ اور اس بارہ میں بھی نوٹس لکھوائے گئے۔

خطبات جمعہ

چونکہ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے احمدی احباب کے علاوہ غیر احمدی احباب بھی کثرت سے ہماری مسجد میں آتے ہیں۔ اس لئے ان خطبات جمعہ میں ہماری جماعت کے خلاف عائد کردہ الزامات کی تردید اور جماعت کے عقائد کی وضاحت کی جاتی رہی۔

ہاؤسا زبان کے اسباق

گزشتہ ماہ مکرم سیفی صاحب رئیس التبلیغ مغربی افریقہ شمالی نائیجیریا کے دورہ پر تشریف لائے۔ انہوں نے ہدایت فرمائی کہ میں مقامی باشندوں کی زبان "ہاؤسا" سیکھنے کی کوشش کروں۔ ہاؤسا مغربی افریقہ کی اہم زبانوں میں سے ہے۔ اور کم و بیش مغربی افریقہ کے تمام حصوں میں اس کے بولنے والے سمجھنے والے پائے جاتے ہیں۔ اس ماہ اس سلسلہ میں ایک احمدی دوست کی مدد سے ہاؤسا زبان کے باقاعدہ اسباق لیتا رہا۔

مغربی نائیجیریا

اباداں مغربی نائیجیریا کا صدر مقام ہے۔ جہاں خاکسار آجکل قیام پذیر ہے۔ ماہ اکتوبر میں حسب ذیل امور تبلیغی مساعی کے ضمن میں سرانجام دیئے گئے۔

یونیورسٹی کالج اباداں نائیجیریا کالج اباداں میں مسلم سٹوڈنٹس سوسائٹی کے نمائندوں کی طرف سے خاکسار کو ان کی ہفتہ وار میٹنگز میں تقاریر کے لئے مدعو کیا جاتا رہا۔ چنانچہ عمومی تقاریر کے علاوہ حسب ذیل عناوین پر تقاریر کیں اور متعدد سوالات کے جوابات دیئے۔

(۱) اسلامی شریعت اور مغربی تمدن۔

(۲) اسلام میں ازدواجی احکام۔

تقاریر کے بعد طلبہ میں لٹریچر اور اخبارٹ روتھ بھی تقسیم کیا جاتا رہا۔

گورنمنٹ کالج اباداں میں مسلم سٹوڈنٹس سوسائٹی کے نمائندگان کی دعوت پر خطاب کرنے کے لئے خاکسار گیا اور طلباء میں لٹریچر تقسیم کیا۔

اباداں کے ہر دو روزنامہ اخبارات نائیجیرین ٹریبیون اور Daily Service میں مسلمانوں کے لئے فیچر کالم کے ماتحت دو مضامین خاکسار کے شائع ہوئے جن کے عنوان یہ ہیں (۱) قرآن کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ جاوید معجزہ ہے (۲) جہنم کے متعلق قرآنی نظریہ۔

اباداں ڈویژن میں پانچ احمدیہ سکولوں کے لئے بطور جنرل مینجر انتظام و نگرانی خاکسار کے ذمہ ہے اس سلسلہ میں محکمہ تعلیم سے خط و کتابت اور دیگر فرائض سرانجام دینے، متعلقہ حکام سے ملنے کے لئے جاتا رہا۔ نیز بعض افسران کو مشن ہاؤس میں مدعو کیا گیا۔

مشن کے زیر اہتمام احمدیہ ریلیجس ٹریننگ سنٹر میں نو طالب علم تعلیم حاصل کر رہے ہیں وہاں روزانہ لیکچر دیئے جاتے رہے اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا گیا

مقامی جماعت میں درس و تدریس۔ [illegible] خطبات جمعہ کا سلسلہ جاری رہا۔ نظام الوصیت کی اہمیت [illegible] احباب جماعت کو سمجھائی گئی

مشن ہاؤس میں آنے والے زائرین کو تبلیغ کی جاتی رہی۔ بعض لبنانی افراد کے لئے مشن ہاؤس میں وقتاً فوقتاً مذہبی و دینی تعلیم کا انتظام کیا گیا۔

اسی مہینہ پاکستان سے خاکسار کی بڑی ہمشیرہ کی وفات کی اطلاع موصول ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ مرحومہ کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا فرمائیں۔

دو مقامات کا دورہ کیا گیا جہاں ہمارے سکول بھی ہیں۔ اسی طرح شہر کا دورہ کیا گیا جو یہاں سے پچاس میل پر واقع ہے وہاں خاکسار کو انصار الدین سیکنڈری سکول میں اسلام پر تقریر کرنے اور طلبہ کے سوالات کے جواب دینے کا موقعہ ملا سکول کے ریڈنگ روم کے لئے لٹریچر دیا گیا۔

اباداں اور نواحی علاقوں میں تقسیم لٹریچر اور اخبار ٹروتھ کی تقسیم کے ذریعہ احمدیت کا پیغام مختلف شخصیتوں تک پہنچایا جاتا رہا۔ فالحمد للہ۔

بالآخر احباب جماعت و بزرگان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ہم سب کو دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی برکات و فیوض کے طفیل ہماری مساعی میں برکت دے اور احمدیت کی فتوحات کے دن ہمارے لئے قریب تر کر دیوے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز وھو المستعان۔ آمین۔

"اسمہٗ احمد" والی پیشگوئی کا مصداق کون ہے؟!

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

(۳)

مسیح موعود صاحب بینات

مولوی صاحب نے آپ کے احمد ہونے کے خلاف ایک بات یہ تحریر فرمائی ہے کہ آپ کو بینات نہیں ملے۔ حالانکہ یہ بات بھی حقیقت سے کوسوں دور ہے۔ آپ کو بینات ملے اور آپ نے اپنے دعوے کے بعد انہیں بار بار مخالفین کے سامنے پیش کیا اور اُن سے اسلام کی اور اپنی صداقت ثابت فرمائی۔ مگر کوئی دم نہ مار سکا یہ یاد رہے کہ نبی کو بیشک عقلی دلائل کا بھی ذخیرہ ملتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ بینات کا ذخیرہ بھی دیا جاتا ہے کیونکہ کورے عقلی دلائل حق الیقین پیدا نہیں کر سکتے یہ بات صرف بینات کے نتیجہ ہی میں پیدا ہوسکتی ہے۔ مامور کبھی بھی بینات سے خالی نہیں ہوسکتا۔ یہی تو اس کا اصلی اور کارگر ہتھیار ہوتا ہے۔ اگر وہ اس سے تہی دست ہو تو وہ دنیا پر فتح نہیں پاسکتا اور مسیح موعودؑ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ آکر کل ادیان پر غلبہ حاصل کرے گا۔ یہ غلبہ دراصل بینات ہی کا غلبہ ہے جس سے دیگر مذاہب خالی ہوں گے سو یہ ہتھیار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کامل طور پر ملا ہے۔ اور اگر یہ آپ کو نہ ملتا تو آپ دیگر ادیان پر وہ غلبہ حاصل نہ کر سکتے تھے جو اس کے ذریعہ سے اب آپ کو حاصل ہوا ہے۔ مگر مولوی صاحب نے آپ کو ان بینات سے جواب دے کر آپ کو کوئی اچھی خدمت نہیں سرانجام دی بلکہ مخالفین کے لئے ہنسی کا سامان پیدا کر دیا ہے جو چیز آپ کو غیر معمولی طور پر حاصل تھی اور جس کی وجہ سے آپ دیگر مذاہب پر شمشیر برّاں بن کر گرجتے رہے اس سے آپ کو تہیدست بتانے کے یہ معنی ہیں کہ مولوی صاحب مخالفین کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آپ کو غلبہ اسلام کا سامان نہ ملا تھا ایسی صورت میں مولوی صاحب کو یہ بھی بتانا چاہیئے تھا کہ پھر آپ میں اور دیگر مؤیدین اسلام میں کیا فرق رہ گیا ہے۔ اور وہ کونسی نئی چیز تھی جسے لے کر آپ تائید دین کے لئے کھڑے ہوئے تھے بینات ہی تو اسلام کی زندگی کا کامل ثبوت ہیں۔ پس ان سے انکار کوئی معمولی بات نہیں۔ تعجب ہے کہ مولوی صاحب نے ان سے انکار کی کیسے جرأت کی اب ذیل میں میں مختصر طور پر بطور مشتے از خروارے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا کردہ بینات کا ذکر کرتا ہوں

اول۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر بینات کے متعلق دنیا کو زبردست چیلنج دیا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اپنی زندہ ہستی اور اسلام کی صداقت کے اظہار کے لئے نشان نمائی کا دعویٰ دیا ہے۔ پس جو شخص اس قسم کا نشان دیکھنا چاہتا ہے وہ میرے پاس آکر ایک سال تک رہے اس عرصہ میں خدا تعالیٰ لے میرے ذریعہ ضرور کوئی نہ کوئی نشان دکھائے گا۔ اور اس کے لئے آپ نے قوم کے سربرآوردہ لوگوں کے لئے دوصد روپیہ ماہانہ حرجانہ یا عوضانہ کے طور پر دینے کا بھی وعدہ فرمایا۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ خدا تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ سے بارش کی طرح نشانات برسائے۔ اور آپ نے دنیا کے تمام اہل مذاہب کو للکارا کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اسلام کی زندگی اور صداقت کا یہ ثبوت ہے کہ اس میں ہر زمانہ میں ایسے لوگ زندہ موجود رہتے ہیں جن کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ نشانات دکھاتا ہے اور یہ کہ وہ میرے ذریعہ سے ایسے نشانات پے درپے ظاہر فرما رہا ہے کسی اور مذہب میں یہ بات نہیں پائی جاتی مگر مولوی صاحب ہیں کہ ان سے انکار کر رہے ہیں۔ کیا اسلامی اصول کی فلاسفی والا مضمون جو دیگر مذاہب کے مضامین پر غالب آیا تھا۔ بینہ اور کھلا نشان نہ تھا۔ یہ وہ نشان تھا کہ اغیار نے بھی کھلے بندوں اس کا اعتراف کیا ہے کیا خطبہ الہامیہ بینہ نہ تھا۔ کیا لیکھرام سے متعلق پیشگوئی بینہ نہ تھی۔ کیا زار روس کے متعلق پیشگوئی بینہ نہ تھی۔ کیا ڈاکٹر ڈوئی کا نشان بینہ نہ تھا۔ کیا نادر شاہ کے متعلق نشان بینہ نہ تھا۔ کیا جنگ عظیم کی پیشگوئی اور کوریا کے متعلق نشان بینہ نہیں۔ کیا آٹھ سال کے بعد انگریزی حکومت کے زوال کی پیشگوئی بینہ نہیں۔ کیا بنگالیوں کے ساتھ دلجوئی سے متعلق نشان بینہ نہ تھا۔ کیا قحط۔ زلزلوں اور طاعون کے متعلق نشان بینہ نہیں۔ کیا ہجرت کی پیشگوئی بینہ نہیں۔ کیا قادیان میں صدر انجمن کی ہمیشہ موجودگی کی پیشگوئی بینہ نہیں۔ بینہ کہتے ہیں کھلے نشان کو۔ ایسا نشان جس کے ذریعہ سے متعلقہ شخص کی صداقت ظاہر ہو۔ سو یہ تمام نشانات اپنی ذات میں بینہ ہیں۔ اور حقیقت یہی ہے کہ ان کے بغیر لوگوں کا ایمان تازہ نہیں ہوسکتا۔ نہ خدا تعالیٰ کی ہستی کے متعلق ان کے دلوں میں یقین کامل پیدا ہوسکتا ہے۔ یہی چیز زندہ اور سچے مذہب کی جان ہے اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طرہ امتیاز ہے۔ جس کے ذریعہ سے آپ نے اسلام کو کل ادیان پر غالب کر کے دکھایا۔ مگر افسوس ہے کہ مولوی صاحب اسی سے انکار کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کو کس قدر برباد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ چیز جو آپ کا کارگر ہتھیار ہے مولوی صاحب موصوف اس سے آپ کو تہیدست بتاتے ہیں تا کسی طرح آپ نبی ثابت نہ ہوسکیں!! قل بئسما یأمرکم به ایمانکم ان کنتم مؤمنین۔

مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ وہ رسول میرے بعد آئے گا۔ مولوی صاحب موصوف اس آیت میں مذکور من بعدی کے الفاظ سے استدلال کرتے ہوئے یہ لکھتے ہیں کہ:۔

> "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد تو آنحضرت صلعم تشریف لائے ہیں یہ الفاظ حضرت مرزا صاحب پر کس طرح چسپاں ہو سکتے ہیں۔ چسپاں کرنے سے قرآن الفاظ کی کوئی قیمت باقی نہ رہے گی۔"

مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس بعدیت سے یہ مراد ہو سکتی ہے کہ وہ میرے زمانہ میں نہیں آئے گا بلکہ میرے بعد کسی اور زمانہ میں آئے گا۔ وہ زمانہ خواہ کوئی ہو۔ وہ بہرحال میرے بعد آئے گا۔ اور یوں یہ بات بالکل درست ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اس پیشگوئی کو چسپاں کرنے میں کوئی محال عقلی لازم نہیں آتا۔ زبان میں روزمرہ بعدیت ان معنوں میں استعمال ہوتی رہتی ہے اور کسی کو بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔ چنانچہ قرآن کریم میں اس طور کی متعدد امثلہ موجود ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بعدیت ایک ترمد دوگی میں ہوتی ہے۔ ایک بعدیت متصلہ ہوتی ہے۔ اور ایک منفصلہ مثلاً قرآن کریم میں پہلی قسم کی بعدیت کا ذکر آیت فبای حدیث بعد اللّٰہ وآیاتہ یؤمنون میں ہے اور دوسری قسم کی بعدیت حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد آنحضرت صلعم کو حاصل ہونا ہر دو فریق کو مسلم ہے۔ تیسری قسم کی بعدیت کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں مذکور ہے کہ یا قومنا انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسیٰ (احقاف ع۴) یہود کے ایک گروہ کا قول ہے جسے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں نقل فرمایا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے قرآن کریم ایک ایسی کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اگر مولوی صاحب کے معنی کو مدنظر رکھا جائے تو کہنا چاہیئے تھا کہ انزل من بعد عیسیٰ پس جس طرح یہاں قرآن کریم کے متعلق باوجود قرآن کریم کے حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد نازل ہونے کے یہ بتایا ہے کہ وہ موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے۔ اسی طرح اسمہٗ احمد میں بھی حضرت مسیح موعود کو مصداق ٹھہرانے کی صورت میں بعدیت مراد ہو سکتی ہے۔ چونکہ آنحضرت صلعم و حضرت مسیح موعودؑ ہر دو اس کے مصداق ہیں۔ اسلئے آنحضرت صلعم کے لئے بعدیت متصلہ مراد ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے بعدیت منفصلہ مراد ہو سکتی ہے۔ اور اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ آنحضرت صلعم بھی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بعد آئے اور حضرت مسیح موعود بھی ان کے بعد ہی آئے ان میں سے کوئی بھی آپ کی زندگی میں نہیں آیا۔

میں قبل ازیں اس امر کا ذکر کر چکا ہوں کہ مولوی صدر الدین صاحب نے اسمہٗ احمد کے ساتھ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق والی آیت کو بطور تائید کے پیش کیا ہے۔ اور بتایا کہ اس میں صاحب شریعت نبی کا ذکر ہے اور وہ آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم ہی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جیسا کہ اس سے مراد آنحضرت صلعم کو لیا ہے ویسا ہی اپنے آپ کو اس کا مصداق قرار دیا ہے۔ اور مفسرین نے بھی یہی لکھا ہے کہ مسیح موعود اس کا مصداق ہے۔ دین کا کامل غلبہ باقی ادیان پر اسی کے وقت میں ہوگا۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

> "غرض آیت تبت یدا ابی لھب وتب جو قرآن شریف کے آخری سیپارہ میں چار آخری سورتوں میں سے پہلی سورۃ ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موذی

دشمنوں پر دلالت کرتی ہے ایسا ہی بلحاظ اشارۃ النص اسلام کے مسیح موعود کے ایذا دہندہ دشمنوں پر اسکی دلالت ہے۔ اور اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے اور پھر یہی آیت مسیح موعود کے حق میں بھی ہے جیسا کہ تمام مفسر اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ پس یہ بات کوئی غیر معمولی امر نہیں کہ ایک آیت کا مصداق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوں اور پھر مسیح موعود بھی اس آیت کا مصداق ہو۔ بلکہ قرآن شریف جوذو الوجوہ ہے اس کا محاورہ اسی طرز پر واقع ہو گیا ہے کہ ایک آیت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مراد اور مصداق ہوتے ہیں اور اسی آیت کا مصداق مسیح موعود بھی ہوتا ہے جیسا کہ آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ سے ظاہر ہے۔ اس رسول سے مراد اسجگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں اور مسیح بھی ہے۔“

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۲۳)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تحریر تنقید کی ہے۔ جناب مولوی محمد الدین صاحب کی منشاء یہ ہے کہ اسمہ احمد اور ھو الذی ارسل رسولہ میں رسول سے مراد صرف آنحضرت صلعم ہیں۔ مسیح موعود مراد نہیں۔ مگر یہ سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تردید ہے۔ کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ دونوں مراد و مصداق ہیں اسی طرح حضور کی ایک اور تحریر جسے اگے یہ یہ ہی اخبار پیغام صلح نے خود ہی نقل کیا ہے جو یہ ہے کہ

”اس وقت اللہ تعالےٰ نے مذہبی امور کو قصوں اور کہانیوں کے رنگ میں نہیں رکھا ہے۔ بلکہ مذہب کو ایک سائنس و علم اپنا دیا ہے یہی وجہ ہے کہ یہ زمانہ کشف حقائق کا زمانہ ہے جس میں ہر ایک مذہبی بات کو عملی رنگ میں ظاہر کیا جاتا ہے اور میں صرف اسی لئے بھیجا گیا ہوں کہ ہر اسلامی اعتقاد کو اور نیز قصص قرآنی کو عملی رنگ میں ظاہر کروں۔

یہ زمانہ جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے کشف حقائق کا زمانہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کے جملہ حقائق اور معارف مجھ پر کھول دیئے ہیں۔ میں نے جب ذوالقرنین کے قصہ کی حقیقت کی طرف توجہ کی تو مجھ پر یہ کھولا گیا کہ ذوالقرنین کے پیرایہ میں مسیح موعود ہی کا ذکر کیا گیا ہے

. . . .

. . . . غرضیکہ آج قصص قرآنی کے علمی نکات کے ظہور کا وقت ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ قصہ پہلے بھی کسی نہ کسی رنگ میں ہو گذرا ہے اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی بات ہے کہ اس قصہ میں آئندہ واقعات کا بھی بطور پیشگوئی کے بیان تھا جو اس زمانہ میں پورا ہو گیا۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ پر غور کرتے کرتے مجھ پر منکشف ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں دو لفظ ہدیٰ اور حق کے رکھے ہیں۔ ہدیٰ تو یہ ہے کہ اندرونی روشنی پیدا کرے متقی بنا دے یہ گویا اندرونی اصلاح کی طرف اشارہ ہے جو مہدی کا کام ہے۔ اور حق کا لفظ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ خارجی طور پر باطل کو شکست دے۔ چنانچہ دوسری جگہ فرمایا جاءالحق وزھق الباطل اور نیز خود اسی آیت میں بھی فرمایا لیظھرہٗ علی الدین کلہ یعنی اس رسول کی آمد کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ حق کو غلبہ دے گا۔ یہ غلبہ تلوار اور تفنگ سے نہیں ہو گا بلکہ وجوہ عقلیہ سے ہو گا یاد رکھو کہ پاک صاف عقل کا خاصہ ہے کہ وہ قصوں پر اکتفا نہیں کرتی بلکہ اسرار کو کھینچ لاتی ہے اس واسطے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جن کو حکمت دی گئی ان کو خیر دی گئی“

(ملفوظات حضرت اقدس بحوالہ پیغام صلح ۸ راگست ۱۹۵۰ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام علی الاعلان کہہ رہے ہیں کہ میں قرآن کریم کی ۵۱ پیشگوئیوں کے مطابق آیا ہوں میری خبر بھی قرآن کریم میں موجود ہے اور وہ ہر پہلو سے پوری ہو گئی ہے۔ میں میری صداقت ظاہر ہے تحقیق اس رسول کا زمانہ پا لیا ہے جس کی اس میں خبر دی گئی تم اس سے فائدہ اٹھاؤ اور مقابلہ نہ کرو۔ اس کے برعکس

جناب مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ ان ہر دو آیات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی ذکر نہیں نہ ان میں مذکور رسول سے مراد آپ ہو سکتے ہیں نہ آپ اس کا مصداق ہیں۔ اس رسول سے مراد صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فشتان ما بینھما۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

منقولات

ماسکو ریڈیو کی خر مستیاں

ماسکو ریڈیو نے کرسمس کے موقعہ پر عیسائیوں کی اس تقریب پر سخت نکتہ چینی کی ہے۔ اس نے اپنے نشریہ میں کہا کہ روس کے لوگوں کو ایک ایسے مسیح سے جو کبھی پیدا نہیں ہوا اور جس کا وجود فرضی ہے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ روس کے لوگ خدا سے مدد مانگنے کے بجائے اپنی زندگی کی آپ تعمیر کرتے ہیں۔ یہ لوگ خدا سے رہنمائی طلب نہیں کرتے بلکہ انہیں مارکس اور لینن سے رہنمائی ملتی ہے۔ ریڈیو نے اس پر زیادہ زور دیا کہ حضرت مسیح کا وجود فرضی ہے اس نام کا کوئی شخص کبھی نہیں گذرا۔

اگر کمیونسٹوں کی تحقیقات کا رنگ یہ ہے تو ان کی دوسری تحقیقات کا کیا اعتبار کر سکتے ہیں۔ اگر حضرت مسیح کا وجود فرضی ہے تاریخی نہیں تو صبر کیجئے دو چار سو سال بعد لینن اور کارل مارکس کا وجود بھی فرضی قرار پائے گا۔ اور مخالف کہیں گے کہ اس نام کے لوگ کبھی پیدا نہیں ہوئے۔

کمیونسٹوں کی ریسرچ

رہی یہ بات کہ روس کے لوگ خدا سے مدد مانگنے کے بجائے اپنی تعمیری صلاحیتوں پر یقین رکھتے ہیں کمیونسٹوں کی جہالت کا بالکل تازہ ثبوت ہے۔ خدا سے مدد طلب کرنے اور اپنی تعمیری صلاحیتوں سے کام لینے میں کوئی تضاد نہیں۔ کیونکہ تعمیری صلاحیتیں بھی انسان خود پیدا نہیں کرتا۔ جب انسان کی پیدائش ہی اس کی خواہش کا کوئی دخل نہیں تو وہ اپنے اندر تعمیری صلاحیتیں کس طرح پیدا کر سکتا ہے۔ سائنس نے بہت بڑی ترقی کی ہے۔ اور کائنات کے رازوں کا انکشاف کیا ہے۔ لیکن سائنس سے کام لینے والا انسان ہے اور یہ انسان وہ ہے۔ جس نے نہ اپنا دماغ پیدا کیا نہ ظاہری و باطنی قوتیں پیدا کیں۔ نہ عقل اور فہم کی تخلیق کی حتیٰ کہ جب اس نے ہائیڈروجن بم بنایا تو وہ اس کے اجزاء میں سے ایک جزو بھی پیدا نہ کر سکا اس پر کمیونسٹوں کی اینٹھ اور غرور کا یہ عالم ہے کہ انہیں اپنی تعمیری صلاحیتوں پر تو اعتماد ہے مگر خدا کی مدد پر کوئی اعتماد نہیں۔ قرآن نے ایسے ہی گمراہ لوگوں کے بارے میں کہا ہے۔ کہ ان الانسان لیطغیٰ ان رآہ استغنیٰ (انسان اس لئے بہک گیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو مستغنی سمجھنے لگ گیا ہے) نہ پیدائش پاختیار نہ موت پر قابو اور نہ ایک ذرّہ پیدا کرنے کی قدرت۔ مگر شان بے نیازی کا یہ عالم کہ اسے صرف اپنی تعمیری صلاحیتوں پر اعتماد ہے۔ حالانکہ وہ اسی کھوپڑی تک کو پیدا نہیں کر سکتا جو تعمیری صلاحیتوں کا منبع ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگائیے کہ روس کے بے خدا کمیونسٹ کن صلاحیتوں کے مالک ہیں اور مذہب کے بارے میں ان کی ریسرچ کا طول و عرض کیا ہے۔

(الجمعیۃ مورخہ ۱-۱)

سچی باتیں

سورۃ الانعام (پ ۷) کے ختم کے قریب ایک آیت آتی ہے۔ ولا تسبوا . . بغیر علم. (آیت نمبر ۱۰۸)۔ اور جن کو یہ (مشرک لوگ) اللہ کے سوا پکارتے ہیں۔ انہیں برا بھلا نہ کہو ورنہ یہ لوگ حد سے گزرتے ہوئے از راہ جہل اللہ کو برا بھلا کہنے لگیں گے۔

آیت میں حکم مشرکوں کے معبودوں (دیوتاؤں) وغیرہ سے متعلق ہے مشرکوں کی مراعات خود آیت میں موجود ہے اور اوپر سے سیاق بھی مشرکین کا چلا آ رہا ہے ”سب“ کے معنی عربی میں ”الشتم الوجیع“ کے ہیں۔ یعنی ایسا ناشائستہ کلمہ جس سے دوسرے کے دل کو دکھ پہنچے۔ دین کے حقائق بیان کرنا اور کسی کے مسلک و روش پر تنقید کرنا اور بات ہے اور مخالف کی کوئی دل آزار بات کہنا بالکل اور جس چڑھ کرده اور بد تمیزیاں حق تعالےٰ کی شان میں کر بیٹھیں اس سے ہدایت کتنی حکیمانہ ہے۔ عقائد پر نقد یا دلیہ (مسئلہ علم فن مناظرہ) منع و اعتراض نقض وارد کرنے پر کوئی بندش نہیں۔ مانعت چڑانے اور دل دکھانے والی بات کی ہے۔

یہ ہدایت جب مشرکوں یا دین توحید کے کھلے دشمنوں کے مقابلے میں ہے تو ظاہر ہے کہ کلمہ گو کے کتنے زائد مستحق خود کلمہ گوؤں کے اندر کے گروہ فرقے ہیں۔ ان کی تاویلیں لاکھ بردی اور انکے عقیدے ہزار بگڑے ہوئے سہی لیکن کلمۂ شہادت کی شہادت دینے والے تو بہر حال ہیں انکے لئے چڑھانے والے القاب و الفاظ کا استعمال کیونکر جائز ہو گا۔ ”وہابی“ کا لفظ آج کتنا چلا ہوا ہے لیکن سوال یہی ہے کہ وہابی ہم میں ہیں کون؟ وہابی تو صرف قائد نجد محمد بن عبدالوہاب کے ماننے والوں کو کہا جا سکتا ہے اسے طنز و تعریض کے موقع پر اہل حدیث کے لئے حنفیہ مسلک والوں کیلئے۔ دیوبندی مکتب فکر کے حنفیوں کیلئے بے دھڑک استعمال کر بیٹھنا کوئی بھی وجہ جواز رکھتا ہے؟ اور یہ لفظ وہابی اپنی نوعیت میں منفرد نہیں۔ فقہ اور لفظ بھی بطور مذہبی گالی کے اسی طرح کے چلے ہوئے ہیں۔ کہیں اس فرقے کیلئے۔ کہیں اس فرقے کیلئے۔ قلم و زبان ہے؟

وصایا

(ذیل کی وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی جہت سے اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو ضروری تفصیل کے ساتھ مطلع فرمائیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز)

نمبر ۱۳۲۰۳ منکہ حکیم عبدالرحمٰن ولد عبدالرسول صاحب قوم سید پیشہ طبابت عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۳ء ساکن ہبلی ڈاکخانہ ہبلی ضلع دھارواڑ صوبہ میسور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۹/۵۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں میری اس وقت ماہوار آمد ۔/۴۰ روپے ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور اس ماہ سے ہی اپنی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی ادائیگی شروع کر دوں گا۔ میں اپنی زندگی میں اگر کوئی جائیداد پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد میری کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔

العبد حکیم عبدالرحمٰن صاحب Bhoandiwad Bazaar

P/o Hubli (Mysore state)

گواہ شد مولوی محمد صادق نائد مبلغ ہبلی ۱۱/۱۰/۵۹ ۔ گواہ شد مبارک علی صاحب مبلغ علاقہ میسور (ہبلی)

نمبر ۱۳۲۲۲ منکہ بشیرہ خاتون زوجہ مرزا منور احمد صاحب قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بھارت بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۷/۵۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں اور نہ ہی کوئی جائیداد غیر منقولہ ہے۔ میں وصیت کرتی ہوں کہ اگر اپنی زندگی میں کوئی جائیداد غیر منقولہ پیدا کروں گی یا کوئی آمد ہوگی تو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

اس وقت میری منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے:-

(۱) حق مہر بذمہ خاوند مبلغ دو ہزار روپے (۔/۲۰۰۰ روپے) (۲) زیور قرضہ بذمہ خاوند مبلغ پانچ سو پچھتر روپے (۔/۵۷۵ روپے) جس میں ۔/۵۰۰ روپے نقد اور ۔/۷۵ روپے قیمت زیور کا نٹے طلائی ہیں (۳) زیور نقرئی پازیب اور کلائی وزنی ۸۰ تولے قیمت موجودہ نرخ بازار کے حساب سے ۔/۱۲۰ (ایک سو بیس روپے) بنتی ہے (۴) زیور طلائی ایک ہار ایک انگوٹھی ایک جوڑی چوڑیاں ایک تار، ناک وغیرہ کل وزنی ۴ تولے ۵ ماشے جس کی قیمت موجودہ قیمت بازار سے مبلغ چار سو روپے (۔/۴۰۰ روپے) بنتی ہے۔ (۵) میرے پاس اس وقت مبلغ ۔/۱۷۵ روپے نقد موجود ہیں۔ میں اپنی کل منقولہ جائیداد مبلغ تین ہزار دو سو ستر روپے (۔/۳۲۷۰ روپے) کے دسویں حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اگر میری اس جائیداد میں کمی بیشی ہو یا تغیر و تبدل ہو تو اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز اگر میری وفات پر کوئی جائیداد کسی قسم کی ثابت ہو تو اس کے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں حصہ جائیداد کے طور پر اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں جمع کراؤں تو وقت وفات حساب میں مجرا کی جائے گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ المرقوم ۹/۷/۵۹

الامتہ دستخط بشیرہ خاتون موصیہ گواہ شد دستخط مرزا منور احمد خاوند موصیہ گواہ شد دستخط قریشی عطاء الرحمٰن سیکرٹری وصایا مقامی انجمن احمدیہ۔

نمبر ۷۸۷۲ منکہ سیدہ ناصرہ خاتون زوجہ سید احتشام الدین قوم سید پیشہ خانہ داری عمر ۴۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن موضع کوسمبی ڈاکخانہ سونگڑہ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ر اکتوبر ۱۹۴۴ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:-

(۱) زیورات طلائی قیمتی پچھتر روپیہ اور زیورات نقرئی قیمتی ستر روپیہ اور مہر مبلغ آٹھ سو پچیس روپیہ کل مجموعی رقم مبلغ نو سو ستر (۔/۹۷۰) روپیہ ہوتی ہے۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ (مہر میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے) (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی (۳) اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم الامتہ سیدہ ناصرہ خاتون معرفت ناصر حسام الدین صاحب

6/5 N.o Tansa Road Kadma P.O Jamshed Pur

گواہ شد محمد شجاعت علی موصی نمبر ۲۷۹۷ انسپکٹر بیت المال حلقہ یوپی، بہار و اڑیسہ۔ گواہ شد سید احتشام الدین خاوند موصیہ۔

نمبر ۱۳۲۲۵ منکہ کے محمد علوی صاحب ولد کے احمد صاحب قوم لبو پیشہ ملازمت عمر چھتیس سال تاریخ بیعت ۵ر مئی ۱۹۵۰ء ساکن النلور ضلع النلور صوبہ مدراس بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ر اگست ۱۹۵۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائیداد منقولہ نہیں ہے میری آمد کا ذریعہ صرف انجمن کی ملازمت ہے میری ماہوار آمد مبلغ صرف ۔/۸۶ ہیں۔ میں اپنی آمد کے ۱/۱۰ دسواں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اگر اس کے علاوہ کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس کے دسویں حصہ پر میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

اگر میری وفات کے بعد کوئی جائیداد اس کے علاوہ ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرے ورثاء کو اس میں کسی قسم کی تبدیلی کا حق نہ ہوگا

گواہ شد A. Abdu ۔ العبد

Secty Mal

Jamait Ahmadiyya

Alanallur 7-x-59

K. Mohamad Alvi H.A

P.O. Alanallur

Via MEATTUR

Kerala State INDIA

گواہ شد سی عبد و صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ النلور

Kerala State 7-x-59

صدقات کے متعلق سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ کا ایک خاص پیغام

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے امسالی جلسہ سالانہ قادیان کے پیغام میں جماعت کے دوستوں کو صدقات کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی ہے۔ اور رد بلا اور جماعتی مشکلات کے ازالہ کے لئے صدقات کو سب سے بڑا ذریعہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ پر توکل سب سے اہم چیز ہے۔ جو کچھ خدا کر سکتا ہے بندہ نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ سے دعا کرتے رہو کہ وہ ایسا رستہ کھول دے جس سے آپ کی اور جماعت کی تکلیفیں دور ہوں۔ اس میں سب طاقتیں ہیں۔ جہاں بندہ کی عقل نہیں پہنچتی اس کا علم پہنچتا ہے۔ خواہ ایک ٹکڑا ہو صدقہ بہت دیا کرو۔ کیونکہ رسول اللہ نے فرمایا ہے جہاں دعا بھی نہیں پہنچتیں صدقہ بلاؤں کو رد کر دیتا ہے۔

صدقہ کا لفظ بھی بتاتا ہے کہ تعلق باللہ سچا ہے۔ پس تعلق باللہ کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ جو کام آپ نہیں کر سکتے وہ خدا کر دے۔"

حضور ایدہ اللہ کا یہ ارشاد جماعت کی موجودہ مشکلات اور ترقی کے راستہ میں روکاٹوں کے پیش نظر ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اور جماعت کے ہر مخلص دوست کا فرض ہے کہ وہ اس کی اہمیت کا پوری طرح احساس کرتے ہوئے کثرت سے صدقات دینا شروع کرے۔ اس کے لئے کسی خاص مقدار میں مال کی شرط نہیں بلکہ ہر شخص اپنی استطاعت اور حالات کے مطابق کچھ نہ کچھ صدقہ نکال سکتا ہے۔ لہٰذا جماعت کے ہر فرد کو چاہیئے کہ وہ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں کم از کم مہینہ میں ایک بار باقاعدگی سے ایک بار ضرور صدقہ دیا کرے۔ اور ہر وہ شخص جو حضور کے ارشاد کی تعمیل میں ایسا کرے گا یقیناً خدا تعالیٰ سے دہرے اجر کا مستحق ہوگا۔ ایک صدقہ دینے کا دوسرا خلیفۂ وقت کے ارشاد کی تعمیل کرنے کا۔

دوست یہ بھی یاد رکھیں کہ صدقہ کی جملہ رقوم مرکز قادیان میں بھجوائی جانی چاہئیں تاکہ مرکزی نظام کے ماتحت مستحقین پر خرچ کی جا سکیں۔

امید ہے کہ جملہ امراء و صدر صاحبان و عہدیداران مال اور مبلغین کرام اپنی اپنی جماعتوں میں حضور کا یہ پیغام دوستوں کو بار بار سنا کر صدقہ کی تحریک میں باقاعدگی کا اہتمام کریں گے۔ اور نئے شروع ہونے والے سال میں جماعت کی غیر معمولی ترقیات کے لئے خاص طور پر دعاؤں پر زور دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اسکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کو مورخہ ۱۴/۱۲/۵۹ کو تیسرا فرزند عطا فرمایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت مبرور احمد نام تجویز فرمایا ہے۔ احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو خادم دین بنائے اور لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار شیخ مسعود احمد واقف زندگی درویش قادیان

احباب جماعت اپنے محبوب امام کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے خصوصیت سے دعا کرتے رہیں۔ حضور کے عظیم احسانات کے پیش نظر مخلص احمدی غیر معمولی توجہ کے ساتھ دعا کرنا احسان مندی کی علامت ہے خدا تعالیٰ سب دوستوں کی دعائیں قبول فرمائے۔ آمین۔ خاکسار محمد ادریس فاضل فیض آبادی مقیم انجمن احمدیہ کلکتہ عفی عنہ

خبریں

سداشیونگر (بنگلور) ۷ / جنوری۔ وزیر اعظم پنڈت نہرو نے آج کانگرس کے کھلے اجلاس میں بین الاقوامی صورت کے ریزولیوشن پر تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا۔ کہ اب جبکہ بھارت کی سرحدوں کو خطرہ پیدا ہو چکا ہے یہ اور بھی ضروری ہے کہ بھارت کسی بھی بلاک اور معاہدے میں شامل نہ ہونے کی پالیسی پر ڈٹا رہے۔ میں سمجھ نہیں سکا کہ سرحدوں کو پیدا شدہ خطرہ کا غیر جانبداری کی اس نیتی سے کیا تعلق ہے۔ اور کیوں زور دیا جا رہا ہے کہ بھارت اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرے۔ آپ نے کہا بھارت کے لئے یہ آزمائش کا وقت ہے اور وقت ہے کہ ہم اس پالیسی پر قائم رہیں کیونکہ یہ ہماری سوچ وچار اور کانگرس کی سوچ وچار کی آزمائش ہے۔ ہمیں دنیا کو یہ کہنے کا موقع نہ دینا چاہیئے کہ جب تک ہم محفوظ تھے اور کوئی خطرہ پیدا نہ ہوا تھا ہم بڑی دلیری سے جھنڈے لہراتے تھے۔ مگر جب خطرہ سر پر آیا تو ہمارے ہاتھ کانپنے لگ جاتے ہیں۔ اور پیر ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔ اور ہم کسی دوسرے کی حفاظتی پناہ ڈھونڈتے ہیں۔ کیا اسی طرح ہم اپنی سابقہ کارروائیوں کا جواز پیش کرتے ہیں۔ کیا یہ باوقار قوموں کا طریق کار ہے۔ میں تو اس قسم کے دلائل پر بڑا حیران ہوں۔ یہ خودداری اور شان رکھنے والی قوموں کا وطیرہ نہیں ہے۔ آپ نے کانگرسیوں اور بھارت کے لوگوں سے کہا کہ وہ ملک کو درپیش چیلنج کا مقابلہ مضبوط دل ثابت قدمی اور صاف دل و دماغ سے کریں۔ آپ نے کہا کہ ہماری آنکھوں کے سامنے دنیا بدل رہی ہے۔ اور اس بدلتی ہوئی دنیا میں ہمیں اپنے ذہن اور دماغ صاف اپنے قدم مضبوط اور اپنے دل طاقتور رکھنے چاہئیں تاکہ ذہن اور دماغ اس لئے کہ ہم بدلتی ہوئی دنیا کو سمجھ سکیں۔ مضبوط قدم اس لئے کہ ہم خوف و دہشت کے جھونکوں میں جو کہ ہماری راہ میں حائل ہوں پاؤں سے اکھڑ نہ جائیں۔

کھٹمنڈو۔ ۷/ جنوری۔ نیپال کی جنتا اپوزیشن پارٹی گورکھا پریشد کے لیڈر شری بھرت شمشیر نے اپنے دیش واسیوں کو وارننگ دی ہے کہ چینی نیپال کے علاقہ میں گھس آئے ہیں اور یہ جارحانہ کارروائی کے مترادف ہے۔ انہوں نے آج پریس کانفرنس میں بتایا کہ انہیں یہ پوری تسلی ہے کہ چینیوں کے گھس آنے کے متعلق انہیں پارٹی ذرائع سے جو خبریں موصول ہوئی ہیں وہ مصدقہ ہیں۔ میں حکومت کے انکار اور ایسی خبروں کے متعلق تردیدی بیانات کے باوجود یہ بیان دے رہا ہوں۔

نئی دہلی ۷/ جنوری۔ نیپال کے وزیر اعظم شری بی۔ پی کوئیرالہ آج بھارت سرکار کی دعوت پر پٹنہ پہنچ گئے ہیں۔ آپ دو ہفتہ کے لئے بھارت کا دورہ کریں گے۔ پٹنہ میں آپ کا پُرجوش استقبال ہوا۔ آپ بھارت کے مختلف مقامات پر ترقیاتی پراجیکٹوں کا معائنہ کریں گے۔ اور دہلی میں یوم جمہوریت کی تقریب میں شامل ہوں گے۔ دہلی کارپوریشن آپ کے اعزاز میں استقبالیہ دعوت دی ہے۔

مدراس ۷/ جنوری۔ آسٹریلیا نے بھارت کو ایک اننگز اور ۵۵ دوڑوں سے شکست دے کر چوتھا کرکٹ ٹیسٹ میچ جیت لیا۔ بھارت کی ساری ٹیم اپنی دوسری اننگز میں چائے کے وقفہ سے کچھ عرصہ بعد ۱۳۸ دوڑیں بنا کر آؤٹ ہو گئی۔ جبکہ پہلی اننگز میں اس نے ۱۴۹ دوڑیں بنائی تھیں۔ آسٹریلیا نے اپنی اننگز میں ۳۴۲ دوڑیں بنائی تھیں۔

احمد آباد۔ ۷/ جنوری۔ بھارتی انجینئروں اور بھارت سرکار کے تیل اور گیس کمیشن کے ماہرین کو کل علی الصبح بمبئی کے علاقہ میں آزمائشی کنوئیں میں تیل مل گیا ہے۔ یہ نیچ میں ستمبر ۱۹۵۸ء کے پہلے ہفتہ میں پہلے آزمائشی کنوئیں میں ۵ ہزار فٹ کی گہرائی پر تیل مل گیا تھا۔ موقعہ کا دورہ کرنے والے اخباری نمائندوں کی پارٹی کو بتایا گیا ہے کہ کھمبایت کے علاقہ میں تیل کی تلاش کا پہلا مرحلہ مکمل ہو گیا ہے۔ تیل اور قدرتی گیس کمیشن روسی انجینئروں کی مدد سے اگلے ماہ دو کنوئیں اور رومانیہ کے انجینئروں کی مدد سے مارچ میں دو کنوئیں کھودے گا۔

حصار ۷/ جنوری۔ آچاریہ ونوبا بھاوے نے سوشل سروس منڈل میں دس ہزار لوگوں کے ایک جلسہ میں بین الاقوامی مسائل پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔ آج روس اور امریکہ جیسے طاقتور ملکوں کے رہنما خروشچیف اور آئزن ہاور امن کی کھوج میں بھارت آ رہے ہیں۔ یہ ایک غیر معمولی بات ہے آج دنیا میں خیالات کا ایک بنیادی انقلاب آ چکا ہے۔ آپ نے مزید کہا۔ ہمالیہ نے آج ہند اور چین کے درمیان دیوار کا کام کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ آسمان اور سمندر بھی آج انگلستان اور امریکہ کو ملانے کا کام کرنے لگے ہیں۔ ونوبا جی نے وارننگ دی کہ موجودہ کشمکش کے زمانہ میں اگر ہم الگ الگ رہے تو ہم صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ جائیں گے۔ پاکستان بننے سے ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ ہم ذہن کے

تقرری ممبران صوبائی مجلس عاملہ جماعت ہائے کشمیر!

چند ماہ قبل جماعت ہائے احمدیہ کشمیر کی صوبائی مجلس عاملہ کے ممبران کے تقرر کا اعلان اخبار بدر میں کرایا جا چکا ہے۔ اور صوبائی مجلس عاملہ کے ممبران کو بھی تقرری کی اطلاع بھجوائی جا چکی ہے۔ اب چونکہ مکرم حکیم محمد سعید صاحب مبلغ سرینگر کا تبادلہ علاقہ جموں میں ہو گیا ہے اور ان کی جگہ شیخ حمید اللہ صاحب کا تقرر سرینگر میں ہوا ہے۔ اسلئے صدر انجمن احمدیہ قادیان نے مکرم حکیم صاحب کی جگہ صوبائی مجلس کا شیخ حمید اللہ صاحب کو ممبر نامزد فرماتے ہوئے انہیں صوبائی مجلس کا جنرل سیکرٹری بھی مقرر کیا جانا منظور فرمایا ہے۔ تاکہ وہ صوبائی امیر صاحب و دیگر ممبران کے تعاون کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت دے کر صوبائی تنظیم کو مضبوط اور مفید بنا سکیں۔

صدر انجمن احمدیہ نے مکرم شیخ محمد احسن صاحب آف ماندجن کو بھی صوبائی مجلس عاملہ کے ممبر کی تقرری کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

امید ہے۔ کہ جملہ صوبائی و مقامی عہدیداران جماعتوں کی ترقی و تعمیری کاموں میں دلچسپی سے حصہ لے کر زندہ شناسی کا ثبوت دیں گے۔

ناظر اعلیٰ قادیان

ملک نہیں رہ سکتے ہمیں ماضی سے سبق لینا چاہئے۔

امرتسر ۷/ جنوری۔ ڈی۔ اے۔ وی ہائیر سکنڈری سکول کے جلسہ تقسیم انعامات کی صدارت کرتے ہوئے شری اے۔ سی۔ چٹرجی وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی نے اپنی تقریر میں کہا کہ اس وقت پنجاب میں ۱۲ ہزار اور ۱۳ ہزار کے درمیان سکول ہیں۔ جن میں سے گورنمنٹ سکولوں میں ساتویں جماعت تک فیس معاف کر دی گئی ہے۔ امید ہے کہ آئندہ ۵ سال تک آٹھویں جماعت تک فیس معاف کر دی جائے گی۔

لکھنؤ ۷/ جنوری۔ لکھنؤ یونیورسٹی میں کل سے پولیس کی پکٹیں تعینات کر دی گئی ہیں حکام ضلع نے زیر دفعہ ۱۴۴ یونیورسٹی کے علاقہ میں مظاہرے کرنے کی ممانعت کر دی ہے کل اس حکم کی خلاف ورزی کرنے پر آٹھ طلباء گرفتار کر لئے گئے ایک ماہ قبل طلباء کی ڈسپلن شکنی کے پیش نظر یونیورسٹی ایک ماہ کے لئے بند کر دی گئی تھی طلباء کے لیڈروں نے ۱۵ / جنوری کو یہ مانگ پیش کی کہ یونیورسٹی کو آئندہ بدھوار سے کھول دیا جائے ورنہ وہ ڈسٹرکٹ ایجی ٹیشن شروع کر دیں گے جھگڑے کی ابتداء طلباء کے اس مطالبہ سے شروع ہوئی تھی کہ ایک ٹیچر کے مبینہ بُرے رویہ کی تحقیقات کرائی جائے۔ کل یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے اعلان کیا کہ انہوں نے کچھ طلباء کو یونیورسٹی سے نکال دینے کا فیصلہ کیا ہے انہوں نے مزید کہا کہ بعض طلباء نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی دھمکی دی اسلئے وہ یونیورسٹی کی حفاظت کے لئے پولیس کی امداد طلب کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ انہیں امید ہے کہ یونیورسٹی دوبارہ کھل جائے گی۔

ماسکو ۷/ جنوری۔ روس کے وزیر دفاع مارشل مالنوسکی نے کل روسی پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر روس پر جنگ ٹھونسی گئی تو وہ ایٹمی ہتھیاروں سے اس کا جواب دے گا۔ روس کے اسلحہ خانہ میں ایسے راکٹ ہیں جو ہر موسم میں دنیا کے کسی بھی کونہ میں پھینکے جا سکتے ہیں۔ ایک سو راکٹ جن میں ایٹمی ہتھیار ہوں ۳۰۵ کھرب مربع کلومیٹر سے ۔ کروڑ لاکھ مربع کیلو میٹر کا علاقہ تباہ کر سکتے ہیں۔ اور ان سے سارا علاقہ بے جان بنایا جا سکتا ہے۔ مارشل مالنوسکی نے کہا کہ ان کا خیال ہے کہ جنگ اچانک حملہ سے ہی شروع ہو گی۔ اگر ہم پر جنگ ٹھونسی گئی۔ تو ہم ایٹمی ہتھیاروں کا استعمال کریں گے

کراچی ۷/ جنوری۔ پاکستان کے صدر ایوب خان نے کہا کہ کبھی پہلے اس امر کا یقین نہیں کیا کہ پاکستان میں اسلامی آئین نافذ ہو گیا ہے یا نہیں کراچی میں بنیادی جمہوریتوں کے ۱۲۲۶ منتخب ممبروں سے بات چیت کرتے ہوئے انہوں نے سابق آئین کا ذکر کیا جو کہ اسلامی تھا اور کہا کہ اس پر کس نے عمل کیا